أفلا يتدبرون القرآن ام على قلوب اقفالها،

لوگ قرآن میں کیوں غور نہیں کرتے ہیں کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں؟

غور کرنے سے قفل کھل سکتے ہیں

کیا اسلام میں

عورت سربراہ مملکت ہو سکتی ہے؟

مشائخ عظام اور علماء امت کے فتاوی پر ایک نظر

از

ڈاکٹر عبدالحمید چیئرمین مجلس امور مذہبیہ - اونچی مسجد، اندرون بھاٹی دروازہ - لاہور

مفت طلب کریں،

پتہ: مکتبۃ الکتاب، نور محلہ بھاٹی دروازہ - لاہور

مطبوعہ: نقوش پریس لاہور

میں پاکستانی نہیں ہوں

خان عبدالغفار کا اعلان

نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما اور سرخپوش لیڈر خان عبدالغفار نے جو آجکل کابل میں مقیم ہیں۔ ان کا مفصل بیان ۲۴ دسمبر ۱۹۶۴ء کے اخبارات میں وہ لوگ پڑھیں جو پاکستان کو سپین بنانا چاہتے ہیں۔

لوگوں نے خدا کی ہستی کو اس طرح
نہیں جانا جس طرح جاننے کا حق تھا

مصنف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

گر نہ ہو انقلاب، موت ہے یہ زندگی
روحِ امم کی حیات کشمکشِ انقلاب ہے

روحِ زندگی

ماہرینِ عمرانیات اور علمائے نفسیات کا خیال ہے کہ دنیا کی تمام قوموں ملکوں اور روئے زمین کے تمام طبقات میں ہر ساٹھ سال کے بعد ذہنی فکری، طبقاتی اور جغرافیائی انقلاب رونما ہوتا ہے اور اس کے عواقب و نتائج اور تاثرات و اثرات کے ماتحت اس قوم، اس ملک اور اس سرزمین میں ایک نئی اپج، نئی امنگ، نیا ولولہ حیات، نئی بالیدگی اور نئی روحِ زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے فلسفہ حیاتیات کی زبان میں۔

نیا دورِ حیات یا نشأۃ ثانیہ

کہتے ہیں بحمد اللہ! ۱۹۰۶ء کی خاموش تحریکِ آزادی کی جدوجہد نے نامعلوم طور پر ہماری پاکستانی قوم کو پورے ساٹھ سال کے بعد

اس قابل بنا دیا کہ وہ دنیا کی سر برآوردہ اور ممتاز و آزاد قوموں کی صف میں کھڑے ہونے کے قابل بن گئی اور دنیا کی پانچویں بڑی مملکت اور سب سے بڑی اسلامی حکومت کی بانی بن کر منصۂ شہود پر نمودار ہوتی۔ اللہ تبارک و تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہر دور میں ہم میں سے ایک ایسا مردِ جری پیدا کر دیا جس نے عین تباہی کے وقت ہماری قومی زندگی کی عمارت کو ڈھانے سے بچا لیا۔ اور ہمیں اس بات کا قوی احساس دلایا کہ

مسلمان دنیا میں ناکام ہونے کے لئے نہیں
بلکہ کامیاب ہونے کے لئے پیدا ہوا ہے

کیونکہ

تنِ بے روح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے

یہ انقلابات قدرتی ہیں اور نہیں معلوم کہ اس دنیا میں کتنے دور قوموں اور ملکوں پر اس کے گذر چکے ہیں۔ آج جس آفتاب سے غیروں کے ایوانِ اقبال روشن ہو رہے ہیں۔ کبھی ہمارے سروں پر بھی چمک چکا ہے۔ ہم ہمیشہ سے ایسے نہیں ہیں۔ جیسے کہ اب نظر آ رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے کلامِ پاک قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

"اور ہم نے ان قوموں کو اچھی اور بری امید اور مایوسی فتح اور شکست دونوں حالتوں میں

وَإِنَّ فِي ذَالِكَ لَآيَاتٍ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ

ڈال کر آزمایا کہ شاید یہ بداعمالیوں سے توبہ کریں اور راہِ حق اختیار کرلیں"۔
اور بیشک اس انقلاب حالت میں عبرت وموعظت کی بہت سی نشانیاں ہیں مگر ان میں اکثر لوگ ایمان و ایقان کی دولت سے محروم تھے"

زمین کی وراثت

چودہ سو برس کے اندر کتنی قومیں آئیں اور اپنی اپنی باری میں حفاظتِ اسلام کی خدمت دے کر چلی گئیں۔ جب تک انھوں نے اسلام کا ساتھ دیا اور اپنے اعمال واعتقادات میں اس سے منہ نہیں موڑا اس وقت تک وہ بھی ان کے ساتھ رہا۔ لیکن جب انھوں نے اپنی صلاحیت اور قابلیت کھودی اور اس مقصد کو بھول گئے۔ جس کی انجام دہی کے لئے ان کو زمین کی وراثت دی گئی تھی۔ تو ان کا دورِ کارفرمائی ختم ہوگیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے دین کی حفاظت کی امانت کسی دوسری جماعت کے سپرد کردی۔ کیونکہ وہ اپنے احکامات کی حفاظت کے لئے ہمارا محتاج نہیں ہے بلکہ ہم اپنی زندگی کے لئے اس کے محتاج ہیں۔ فی الحقیقت دنیا میں ہر انسان کے لئے بے شمار حاکم اور بہت سی جھکانے والی قوتیں ہیں۔ لیکن مومن کے لئے صرف ایک ہی رب ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ وہ صرف اسی کے آگے جھکتا ہے۔ وہ اگر دنیا میں کسی دوسری

ہستی کی اطاعت کرنا بھی ہے تو صرف اسی کے لئے۔

مقدس ادارہ

اسلام کے نزدیک چونکہ حکومت ملّت اسلامیہ کا ایک مقدس ادارہ ہے جس کا حکمران ریاست کا مرکزی کردار ہوتا ہے۔ اس کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے جو اولی الامر یا صاحب اختیار حکمران ہو اس کی بھی اطاعت کرو۔ اگر کسی بات کے متعلق اختلاف رائے کی وجہ سے تم آپس میں اُلجھنے لگو تو تمہیں (فوراً فیصلے کے لئے) اللہ اور اس کے رسولؐ کی (تعلیمات کی) طرف رجوع کرنا چاہئیے اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ نہایت اچھا اور حسین فیصلہ ہے"

تنزل اور ادبار کا دور

بدقسمتی سے کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ جب اس حقیقت کی کوئی تازہ مثال سامنے نہ آجاتی ہو کہ مسلمانوں کی تمام مصیبتیں خود مسلمانوں ہی کی بداعمالیوں اور بدعملیوں کا نتیجہ ہیں۔ اور ان کی ہر مصیبت کے لئے ان کی کوئی ایک بدعملی

ٹھیک اسی طرح باعث وسبب ہے جس طرح موت کے لئے زہر ہمیں یہ خیال رکھنا چاہئیے کہ ہماری بدعملیوں اور بدحالیوں کو دیکھ کر غیر قوموں کے لوگ اس دھوکہ میں نہ پڑ جائیں کہ خود شریعت الٰہی کے احکام و اعمال بھی ایسے ہی ہیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ ہمارا وجود غیر قوموں کی نظروں میں اسلام کی غلط اور فریب دہ تعبیر ہو جائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جب ایک پیرو شریعت قوم پر تنزل و ادبار کا دور آتا ہے اور تحریف احکام اور فسق اعمال میں مبتلا ہو جاتی ہے تو وہ شریعت کے حکموں کے بالکل خلاف چال اختیار کر لیتی ہے۔ اور کوئی بات بھی آہستہ آہستہ اس میں شریعت کے بتائے ہوئے ڈھنگ پر باقی نہیں رہتی۔ اگر اس کو حکم دیا گیا ہے کہ داہنے چلے تو وہ بائیں جانب دوڑنے لگتی ہے۔ اگر اس کو بتایا گیا ہے کہ ایک کہنا چاہئیے۔ تو وہ پسند کرنے لگتی ہے کہ دو کہے۔ اس طرح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا کی نظروں میں شریعت کے احکام مشتبہ ہو جاتے ہیں۔ اور لوگ اس کی خلاف ورزیوں کو ہی اصل شریعت سمجھ لیتے ہیں۔ پس گویا اس قوم کا وجود دنیا میں شریعت کے خلاف ایک عملی شہادت بن کر فتنہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ صرف اس لئے دنیا میں رہتی ہے کہ ترجمانی و تبلیغ حق کی جگہ غلط فہمیوں اور بدنامیوں کا باعث بنے۔

اسلام کے لئے فتنہ

قرون اولیٰ میں ہر مسلمان کا وجود اسلام کی کامل تعبیر و تصویر تھا۔ اگر غیر قوموں کے سفیر آتے تھے تو چند لمحوں کا نظارہ کر کے معلوم کر لیتے تھے کہ اسلام کیا ہے اور کیا بتلاتا ہے؟ لیکن اب مسلمانوں کا وجود

اسلام کے لئے فتنہ ہو گیا ہے اور وہ سچائی کی راہ میں سب سے بڑی روک بن جو دنیا اور اسلام کے درمیان قائم ہو گئی ہے۔ کاش یہ عظیم پتھر راستے سے ہٹ جائے تو دنیا اسلام کی حقیقت کو سمجھ کر اسے فوراً پالے۔

شریعت کے خلاف ایکا

ہماری بدقسمتی کا نتیجہ یہ ہے کہ شریعت کے بنیادی اصول تک دنیا پر مشتبہ ہو گئے ہیں جو عقائد و مبادی کسی زمانہ میں تمام مسلمانوں کے لئے بمنزلہ قومی علامت سمجھے جاتے تھے انھیں اگر اب دنیا کے سامنے اسلام کے نام سے پیش کیا جاتا ہے تو وہ ان کو مسلمانوں کے اعمال میں ڈھونڈھنے لگ جاتی ہے اور جب ان کا چلن اس کے خلاف پاتی ہے تو تعجب و حیرت کے ساتھ قطعی انکار کر دیتی ہے کیونکہ اس دور میں پوری کی پوری قوم کا اپنی محترم و مقدس شریعت کے خلاف ایکا کر لینا اس کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

اس فتنہ کی ایک تازہ مثال وہ شور و شغب ہے جو آج زیر بحث ہے۔ کہ "اسلامی نظریات کی رو سے مسلمان عورت سربراہ مملکت ہو سکتی ہے" مفاد پرستوں نے یہ فیصلہ کر کے معاملہ تحریف قرآن و حدیث تک پہونچا دیا ہے۔ اور محترمہ فاطمہ جناح کے حامیوں نے صورتِ حال ایسی پیدا کر دی ہے کہ اگر امت مسلمہ کو ان محرفین قرآن حکیم و حدیث شریف سے آگاہ نہ کیا گیا تو یہ مداہنت فی الدین کا ارتکاب ہو گا۔ اور ہر مسلمان کو حضور بارگاہِ خداوندی میں قیامت کے دن جواب دہ ہونا پڑے گا۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کی جماعت کی مجلس مشاورت نے عورت کے سربراہ مملکت بننے کے جواز کا

فتوے جس انداز میں دیا ہے اس سے نہ صرف وہ تحریف قرآن و حدیث کی مرتکب ہوئی ہے بلکہ دین کو حالات کے مطابق ڈھالنے کے بہت بڑے فتنے کا دروازہ کھول دیا ہے۔

اسلام کے پردے میں الحاد

مشائخ عظام اور علماء امت اس جماعت سے متعلق اس بات کا بارہا اظہار کر چکے ہیں کہ جماعت اسلامی اسلام کے پردے میں الحاد و بے دینی کو فروغ دے رہی ہے لیکن اس کے باوجود بعض سادہ لوح مسلمان بزرگان دین کے اس فیصلے کی محض ان کے اسلام اسلام پکارنے کی وجہ سے تسلیم کرنے سے انکار کرتے رہے۔ اور حقیقت پر غور نہ کر سکے کہ یہ حضرات دراصل اسلام کی آڑ میں اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسلام کی پکار ان کے دل کی آواز نہیں ہے بہرحال اسلام کے متعلق ان کی یہ مذموم روش اب مسلمانوں کے سامنے آ چکی ہے۔ امر واقعہ ہے کہ یہ جماعت یا فرقہ مختلف بھیسوں میں اسلام کے نام سے تجدد اور تحویلات کی خراش تراشیں کر رہا ہے۔ اس کا منہ تو مردانِ خدا کا وہی گروہ پھیر سکے گا۔ جو اپنے اسلامی عمل و کردار کی بے داغ فولادی داتشیں قوت اپنے جلو میں لئے آئے۔ لیکن اس فرض کی ادائے گی میں یہ تحریر بھی چونکا دینے والی زندہ پکار ہے۔ انشاء اللہ اگر اس سے کسی گم کردہ راہ نے منزل کا سراغ لگا لیا تو گویا یہ محنت اپنا پھل پا گئی۔

جماعت اسلامی کا فتوے ۱۹۵۱ء

جماعت اسلامی کے امیر مولانا مودودی نے نومبر ۱۹۵۱ء کے ایک

رسالہ بنام "اسلامی دستور کی بنیادیں" شائع کیا جس میں تمہید" یہ لکھا تھا کہ اس وقت جب کہ ملک کے دستور کی ترتیب آخری مراحل میں ہے۔ اہلِ علم کا فرض ہے کہ دستور ساز اسمبلی کو ایک صحیح اسلامی دستور مرتب کرنے میں زیادہ سے زیادہ مدد دیں۔ جماعت اسلامی اس سلسلہ میں اپنی استطاعت تک جو کچھ خدمت انجام دے سکتی تھی دیتی رہی۔ ۱۹۵۱ء کے آغاز میں تمام مسلم فرقوں کے نمائندہ علماء نے بھی اسلامی ریاست کے ۲۲ بنیادی اصول بالاتفاق مرتب کرکے ایک اہم خدمت انجام دی ہے مگر کچھ لوگ برابر اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ ایک طرف مسلم عوام اور تعلیم یافتہ لوگوں کو اور دوسری طرف دستور ساز اسمبلی کے ارکان کو زیادہ سے زیادہ غلط فہمیوں میں مبتلا کریں... اس لئے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ایک مختصر مضمون میں کتاب وسنت کی ان تمام تصریحات کو جمع کر دیا جائے جو دستوری احکام پر مشتمل ہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آج تک علماء جن اصولوں کو اسلام کے دستوری اصولوں کی حیثیت سے پیش کرتے رہے ہیں۔ ان کے اصل ماخذ کیا ہیں اور اس کے دستور ساز اسمبلی کے ارکان پر بھی خدا کی حجت تمام ہو جائے اور وہ یہ عذر بھی نہ پیش کر سکیں کہ ہمیں خدا اور اس کے رسول ؐ کے احکام بتائے نہیں گئے تھے۔ اس کے بعد ص۸ پر نمبر ۶ کے تحت مولانا مودودی صاحب تصریح کرتے ہیں کہ الرجال قوامون علی النساء (سورۃ نساء) مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ ولن یفلح القوم ولوا امرھم امرأۃ (بخاری)

قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جو اپنے معاملات عورتوں کے سپرد کردے۔

یہ دونوں تصور اس بات پر قاطع ہیں کہ مملکت میں ذمہ داری کے مناصب خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا امامت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت عورتوں کے سپرد نہیں کئے جاسکتے اس لئے کہ کسی اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا یا اس کے لئے گنجائش رکھنا نصوص صریحہ کے خلاف ہے۔ امور اطاعت ورسولؐ کی پابندی کرنے والی ریاست اس خلاف ورزی کی سرے سے مجاز ہی نہیں ہے۔"

۳۱ علماء کا فتوےٰ

مذکورہ رسالہ "اسلامی دستور کی بنیادیں" کے آخر میں مولانا مودودی صاحب نے اسلامی مملکت کے وہ ۲۲ بنیادی اصول درج کئے ہیں جن کو جنوری ۱۹۵۱ء میں کراچی کے تمام فرقوں کے ۳۱ سربرآوردہ علماء نے بالاتفاق مرتب کیا تھا۔ اس میں اصول نمبر ۱۲ کے تحت لکھا ہے کہ "رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تعین صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو"۔ تعجب ہے کہ ۱۹۵۱ء میں تمام مسلم فرقوں کے نمائندے علماء نے جب رئیس مملکت کے لئے مسلمان اور مرد ہونا لازمی قرار دیا تھا۔ تو اب رئیس مملکت کے لئے مرد ہونے کی شرط کس زمینی وحی کی بناء پر حذف کردی گئی؟ یہ قابلِ یاد حقیقت ہے کہ ان ۳۱ نمائندوں میں خود مولانا مودودی صاحب بھی شامل تھے۔ اور شیخ التفسیر حضرت

مولانا احمد علیؒ صاحب لاہور حضرت مولانا مفتی محمد حسینؒ صاحب بانی جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ صاحب کراچی، حضرت علامہ شمس الحق افغانی، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری، حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی حال مقیم مدینہ منورہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی، مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی، حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ امیر جماعت اہلحدیث حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب بریلوی مفتی اعظم پاکستان سید احمد شاہ مولانا احتشام الحقؒ صاحب تھانوی کراچی، حضرت مولانا اطہر علی صاحب

مشرقی پاکستان، مولانا راغب احسن مشرقی پاکستان کے علاوہ شیعہ فرقہ کے علماء بھی اس اجتماع میں شریک تھے۔ اس لئے یہ فیصلہ پاکستان کے ان تمام فرقوں اور جماعتوں کے لئے ایک دینی سند کی حیثیت رکھتا ہے آج اگر ہنگامی حالات کا عذر کر کے تمام فرقوں کے ان متفق علیہ اصولوں کو پس پشت ڈال دیا جائے تو پھر اسلامی اصولوں کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے، جن کو ہم اسلامی دستور کے مخالفین کے سامنے پیش کر سکیں۔

اب اس سلسلہ میں علماء امت کے فتاوے ملاحظہ ہوں۔

مفتی اعظم پاکستان کا فتویٰ

کیا عورت صدرِ مملکت بن سکتی ہے؟

امام اہلسنت مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ امیر و مفتی مرکزی دار العلوم حزب الاحناف پاکستان لاہور کا۔

فتوے

از روئے قرآن و فقہہ و اجماع امت عورت کو امیر و صدرِ مملکت بنانا جائز نہیں ہے۔ عورت امامت، ولایت اور امارت اور سربراہِ مملکت بننے کی اہل ہی نہیں ہے۔ صدرِ مملکت کے لئے مرد ہونا شرط ہے۔

۱۔ قرآن مجید میں فرمایا الرجال قوامون علی النساء
اس میں واضح کیا گیا ہے کہ مرد ہی سربراہی اور امارت و سیادت کا اہل ہے۔ عورت نہیں۔ کیونکہ قرآن میں کہیں بھی یہ نہیں ہے کہ

النساء قوامات علی الرجال لہٰذا عورت کو حاکم و صدر بنانا نص قطعی کے خلاف ہے۔

۲۔ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ کسریٰ کے مرنے کے بعد اس کی قوم نے اپنے ملک کا والی کسریٰ کی بیٹی کو بنایا ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔
لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنا حاکم و والی عورت کو بنایا (بخاری۔ احمد۔ نسائی۔ ترمذی

حضرت شیخ عبدالحق محدثؒ کا فتویٰ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمت اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

از ینجا معلوم شد کہ زن قابلِ امارت و ولایت نیست

اس حدیث سے واضح ہوا کہ عورت ولایت اور امارت کے قابل نہیں ہے (اشعۃ اللمعات شرح مشکواۃ)

۳۔ قاضی شوکانی۔ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

فیہ دلیل علی المرأۃ لیست من اھل الولایات و لایحل لقوم تولیتھا لان تجنب الامر الموجب لعدم الفلاح واجب (نیل الاوطار ج ۷، ص۲۶۵)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت والیِ مملکت بننے کی اہل نہیں ہے اور کسی قوم کو حلال نہیں کہ عورت کو سربراہ بنائے۔ کیونکہ

وہ بات جو ہلاکت کی موجب ہو۔ اس سے بچنا واجب ہے۔

۴۔ شرح عقائد نسفی ص۲۲۴ میں ہے۔

ویشترط ان یکون من اھل الولایۃ المطلقۃ الکاملۃ ای مسلماً حراً ذکراً۔ عاقلا بالغا والنساء ناقصات عقل و دین الخ

یعنی سربراہِ مملکت کے لئے مرد عاقل۔ بالغ۔ آزاد۔ اور

مسلمان ہونا شرط ہے اور عورتیں دین و عقل کے اعتبار سے
ناقص ہیں۔

علامہ علی قادری کا فتویٰ

۵۔ حضرت علامہ علی قادری مرقات شرح مشکوٰۃ میں بحوالہ شرح السنہ
لکھتے ہیں لاتصلح المرأۃ ان تکون اماما ولا قاضیاً عورت امام
و قاضی و سربراہ مملکت بننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی۔ کیونکہ ولایت
و امارت کامل العقل کو سپرد کی جاتی ہے۔

۶۔ تنہا عورتوں کی گواہی معتبر نہیں جب تک ان کے ساتھ مرد نہ ہو۔
قرآن مجید میں فرمایا۔
واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا
رجلین فرجل وامرأتان۔
یعنی عورت اہل شہادت نہیں ہر معاملہ میں ۲ دو مرد عادل گواہی دیں
یا ایک مرد دو عورتیں۔

۷۔ نیز عورتیں تنہا جمعہ و جماعات حج و عمرہ نہیں کر سکتیں۔ عیدین کی نماز
ان پر واجب نہیں۔ اذان اقامت خطبہ وغیرہ نہیں دے سکتیں
حدود و قصاص میں ان کی شہادت معتبر نہیں۔ تو امامت و ولایت
کی کس طرح اہل ہو سکتی ہے۔

حضرت سیدنا امام اعظم کا فتویٰ

تفسیرات احمدیہ میں حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے استاد مولانا احمد جیون فرماتے ہیں۔

والنبوۃ والخلافۃ والامامۃ والاذان والخطبۃ والجماعات الجمعات یعنی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ کا مسلک یہ ہے۔ نبوت خلافت امامت اذان وخطبہ مردوں کے ساتھ خاص ہے۔

۹۔ تفسیر ابو السعود۔ ومعالم التنزیل میں ہے۔

وفیھم الامامۃ الکبریٰ الصغریٰ یعنی امامت صغرے نمازوں کی امامت اور امامت کبریٰ یعنی سربراہ مملکت ہونا بھی مردوں کے ساتھ خاص ہے۔

۱۰۔ الرجال قوامون علی النساء آیت کے ماتحت تفسیر کبیر۔ ابن جریر۔ ابن کثیر۔ خازن روح البیان۔ تفسیر مظہری۔ کشاف جمل۔ شیخ زادہ۔ بیضاوی۔ جلالین کمالین۔ مدارک اکلیل اور دیگر تفاسیر میں ہیں۔

وفیھم الامامۃ الکبریٰ الصغریٰ والجھاد والاذان والخطبہ والاعتکاف والشھادۃ فی الحدود والقصاص یعنی امامت کبریٰ (صدر مملکت ہونا) وامامت صغریٰ جہاد،

آذان خطبہ اعتکاف اور حدود قصاص میں شہادت بالاتفاق صرف مردوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔

۱۱۔ تمام محدثین مفسرین اجلہ فقہاء دین متین کا اس پر اتفاق ہے کہ امیر و مملکت مرد ہی ہو سکتا ہے۔ شرح عقائد نمبر ۱۰۳۔ شرح مواقف حجۃ اللہ البالغہ در المختار رد المختار حاشیہ طحاوی علی الدرر وغیرہا کتب اصول و فقہ میں یہ تصریح ہے کہ سربراہ مملکت کے لئے مرد ہونا ضروری ہے نمبر اس نے لکھا۔ قد اجمع الامۃ علی عدم نصبہا۔

یعنی۔ عورت کو امیر نہ مقرر کرنے پر ساری امت کا اجماع ہے۔

۱۲۔ اصول فقہ کی معتبر کتاب نور الانوار میں ہے کہ الغرض من خلقہ ہو کونہ بنیا واما ما وشاہد فی الحدود والقصاص ومقیما للجمعۃ و الاعیاد ونحوہ

یعنی امامت و صدارت کے لئے صرف مرد ہی کو پیدا کیا گیا ہے۔ عورت اس منصب کی اہل ہی نہیں ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ

صدر اول سے لیکر آج تک کسی مرحلہ پر بھی عورت کو سربراہ مملکت نہیں بنایا گیا۔ اگر اس مسئلہ میں ذرا بھی گنجائش ہوتی تو خواتین اسلام

ہیں سے کبھی کسی کو تو منتخب کیا جاتا اُم المومنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالےٰ عنہا جو عاملہ فاضلہ فقیہہ۔ مجتہدہ تھیں۔ اور
جنھیں خطابت۔ ادب۔ انساب میں کمال حاصل تھا۔ اور جن سے
احکام شرعیہ کا چوتھائی حصّہ منقول ہے۔ اور جو بحکم قرآن
پوری امت مسلمہ کی مادر محترم ہیں۔ انھیں اس منصب پر کوئی
فائز کرنے کی رائے دیتا۔ پھر سیدہ فاطمہ طیبہ۔ طاہرہ کیا
اس منصب پر فائز ہونے کے لائق نہ تھیں؟

الغرض

کتاب وسنت واجماع امت وکتب عقائد وفقہ کی تصریحات سے
یہ واضح ہوتا ہے کہ عورت کو صدر مملکت بنانا ناجائز وممنوع ہے
اور یہ مسئلہ اتنا واضح ہے کہ جو لوگ آج خوف خدا سے الگ ہو کر
لایعنی تاویلات کے ذریعے جواز نکال رہے ہیں۔ وہ خود بھی عورت
کے سربراہ مملکت بنانے کو اسلام کے خلاف قرار دے چکے ہیں۔
اور جناب مودودی صاحب جو آج کتاب وسنت کے احکام
واضحہ کو پس پشت ڈال کر جواز کا فتوے دے رہے ہیں۔ وہ بھی
اپنی تصانیف ومضامین میں تمام عمر یہ اصول بیان کرتے رہے
ہیں کہ عورت کو سیاست میں لانا کتاب وسنت کے خلاف ہے
ملاحظہ فرمایئے مودودی لٹریچر کے چند اقتباسات اور پھر
ان کی ہوس اقتدار ابن الوقتی اور شرمناک قلا بازی کا ماتم
کیجیے۔

فتویٰ پر پانچ صد علماء کی تصدیق وتائید

اس فتوے کی تائید و توثیق ملک بھر کے علماء نے کی ہے اور اب تک تقریباً پانچ صد علمائے کرام اس پر دستخط فرما چکے ہیں۔

کوئی عورت اسلامی ملک کی سربراہ نہیں ہوسکتی

مصر کے چار ممتاز علماء کا فتوے

مفتی مصر شیخ احمد ہریدی نے قرآن مجید کے حوالے سے یہ فتویٰ دیا ہے کہ کوئی عورت مسلم ملک کی سربراہ بننے کی اہل نہیں محکمہ مساجد کے ناظم اور الازہر کے شعبہ اوقاف کے مفتی شیخ محمد الغزالی نے اپنے فتوے میں لکھا ہے کہ اسلام کسی عورت کو فیصلہ دینے (بالخصوص دولت عزت وناموس، سزا اور مذہبی پابندیوں کے معاملے میں) حکم سننے کی اجازت نہیں دیتا۔ ایسے بہت سے مسائل کے بارے میں اصول یہ ہے کہ کوئی عورت ایسے مسائل کا فیصلہ نہیں کرسکتی۔ کیونکہ اسلام میں اسے نصف مرد کہا جاتا ہے۔ شیخ احمد راسی اور شیخ الباری الخول نے بھی یہ فتویٰ دیا ہے کہ کوئی عورت ایک اسلامی مملکت کی سربراہ نہیں ہوسکتی۔

حضرت پیر گل بادشاہ صاحب سجادہ نشین دربار موہڑہ شریف کا

فتویٰ

قرآن عظیم میں واضح الفاظ میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ (النساء)

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں"

حضرت تالوت کو امیر مقرر کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔
"میں نے تمہاری امارت کے لئے اسے منتخب کیا ہے اور اسے علمی اور جسمانی فضیلتوں سے نوازا ہے"۔

ان آیات بیّنات سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ سیاست اور انتظامی امور میں صرف مرد ہی حصّہ لے سکتے ہیں اور سربراہ کا علم وفضل کے علاوہ شخصیت کے اعتبار سے پُر وقار اور پُر شکوہ ہونا بھی ضروری ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام نبی نوعِ انسان ہر دور اور ہر ملک و ملّت کے لئے حرفِ آخر ہے۔ حضورؐ کا نقشِ پا زندگی کی تاریکیوں میں روشنی کے مینار کا کام دیتا ہے اور حضورؐ کا ارشاد گرامی ہی وہ ارشاد ہے جس میں وقتی مصلحت اور عارضی ضرورت کے تحت ترمیم و تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ حضورؐ نے ایک مرتبہ ابوذر غفاریؓ سے حاکم مقرر کرنے کی درخواست پر فرمایا۔

یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّکَ ضَعِیْفٌ وَاِنَّہَا اَمَانَۃٌ

اے ابوذرؓ تو کمزور ہے اور امارت و سرداری ایک بھاری امانت ہے جس کا تو متحمل نہیں ہو سکتا (مسلم)

جب بارگاہ رسالت مآب میں یہ خبر پہونچی کہ فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا سربراہ مملکت بنایا ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔

لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَأَةً (بخاری)

وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی اور وہ ملک ترقی نہیں کر سکتا جس نے اپنا سربراہ عورت کو بنا لیا۔

حضرات۔ آپ نے قرآن اور ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات اور ارشادات کی روشنی میں اسلامی حکومت کے سربراہ کی اسلامی صفات ملاحظہ فرمائیں۔

پاکستان ایک نازک دور سے گزر رہا ہے اس دور میں قومی اور ملّی صدارت اور ملکی سربراہی کے منصب جلیلہ کے تقاضے بجید نازک ہیں اگر صدارت، وزارت اور سربراہی کے منصب کے لئے کسی دور میں کوئی خاتون منتخب ہو سکتی تو سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور امہات المومنینؓ سے بڑھ کر اس منصب جلیلہ کے لئے کون مستحق تھا جن کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی شہادتیں قرآن و سنت میں موجود ہیں۔

لیکن پوری تاریخ اسلام شاہد ہے کہ ایسا کبھی نہ ہوا

میں قرآن وسنت کی روشنی میں علمائے کرام مشائخ عظام اور پاکستانی عوام کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ اس وقت مجھے قومی سربراہی کے لئے فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں سے بہتر کوئی فرد نظر نہیں آیا جنھیں ربّ العزت نے گوناگوں صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔

میں بارگاہِ ربّ العزت میں دست بدعا ہوں کہ وہ اپنی نوازشات بے کراں سے فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کو ملک و ملّت کی پُر خلوص طور پر مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے

آمین ثم آمین

عورت کو امیر بنانے کے جواز میں کسی قرآنی آیت کا حوالہ نہیں دیا گیا

مولانا مفتی غلام معین الدین نعیمی ناظم اعلےٰ موتمر علماء پاکستان نے جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ کی قرار داد پر جو مجلس نے محترمہ فاطمہ جناح کی صدارتی انتخاب کے لئے نامزدگی کی حمایت میں منظور کی ہے۔ تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

حرام قطعی کبھی اور کسی وقت بھی حلال ابدی نہیں بن سکتا۔ حرام ہمیشہ کے لئے حرام اور حلال ہمیشہ کے لئے حلال ہے،،

جماعت اسلامی نے اپنی قرار داد میں جو یہ کہا تھا کہ "شریعت" میں جو چیزیں حرام ٹھہرائی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض کی حرمت ابدی اور قطعی ہے جو کسی حالت میں بھی تبدیل نہیں ہو سکتی اور بعض

کی حرمت ایسی ہے جو شدید بضرورت کے وقت ضرورت کی حد تک جواز میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اب یہ واضح ہے کہ عورت کو امیر بنانے کی ممانعت ان حرمتوں میں سے نہیں ہے جو ابدی اور قطعی ہیں بلکہ دوسری قسم کی حرمتوں ہی میں اس کا شمار ہو سکتا ہے۔

مولانا نعیمی صاحب نے جماعت اسلامی کے اس استدلال پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

اگر شریعت کے احکام کو اپنی اغراض و مقاصد کی خاطر یونہی توڑنے اور مروڑنے کی اجازت دی گئی ہے تو پھر نہ حلال حلال رہ سکتا ہے نہ حرام حرام۔ ہر شخص یونہی منطقی تاویلات کا سہارا لیکر من مانی کر سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب جماعت اسلامی کے نزدیک عورت کا امیر بنانا شرعاً حرام ہے تو اسے حلال بنانے کے لئے کسی نص قرآنی کا حوالہ دینا چاہیئے محض قیاس اور اغراض

و مقاصد کا سہارا لے کر حرام کو حلال نہیں بنایا جا سکتا۔ کیونکہ اضطرار کی حالت میں بھی اس مردار اور حرام کے استعمال میں حلت (حلال ہونا یا جائز ہونا) اور جواز (روا یا جائز) کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ یہ شرط منصوص و منطوق ہے کہ وہ مضطر باغی اور عادی نہ ہو تو پھر اس اضطرار کی حالت میں بھی اس مردار و حرام کے استعمال میں حلت و جواز کا حکم نہیں ہے بلکہ

صرف اتنا حکم ہے کہ اس میں گناہ نہیں ہے گناہ نہ ہونے سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ مردار اور حرام شے اب حلال و جائز ہو گئی ہے۔

مشرقی پاکستان کے علماء اور خلفاء کا فتویٰ

عورت صدر منتخب ہونے سے ملک تباہ ہو جائے گا

مشرقی پاکستان کی دینی جماعتوں اور مشائخ کی کانفرنس کا انتباہ

یکم دسمبر سرسینہ شریف باریسال میں حزب اللہ کی مجلس شوریٰ، علماء اور خلفاء کی دو روزہ مشترکہ کانفرنس نے متحدہ اختلاف کی جانب سے صدارتی انتخاب لڑنے کے لئے ایک عورت کو اپنا امیدوار نامزد کرنے کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے ذریعے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جماعت اسلامی (مودودی جماعت) اور نظام اسلام جیسی جماعتیں کس طرح کمیونسٹوں اور غیر دینی جماعتوں کے ساتھ شامل ہو گئی ہیں۔ قرارداد کے مطابق۔ ایک عورت کے سربراہ مملکت منتخب ہونے سے ملک کی ترقی رک جائیگی اور ملک کا بین الاقوامی وقار گر جائے گا۔ کانفرنس نے متحدہ حزب اختلاف کے ارادوں کے پیش نظر یہ بھی خدشہ ظاہر کیا ہے کہ بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے خاتمہ سے دیہی علاقوں میں ترقیاتی کام رک جائے گا۔ اور قومی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں آجائیں گی

چٹاگانگ کے علماء کا فتویٰ

اسلام میں عورت کی "امامت" اور "خلافت" ناجائز ہے

۱۹ اکتوبر کو چٹاگانگ کے بارہ ممتاز علماء نے صدارتی انتخاب کے

لئے محترمہ فاطمہ جناح کی نامزدگی کو قطعاً غیر اسلامی قرار دیا ہے
انھوں نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ محترمہ فاطمہ جناح کو
صدارتی انتخاب کے لئے امیدوار نامزد کرنا مذہبی نقطہ نظر سے
بالکل غیر قانونی ہے۔

علماء کے بیان میں کہا گیا ہے کہ خواتین چونکہ مردوں کے ماتحت
ہیں اس لئے وہ صدارت یا اسی نوعیت کے کسی اور عہدے کی اہل
نہیں اس کے علاوہ خاتون کی امامت اور خلافت بھی روا نہیں۔
قرآن مجید اور احادیث شریف کا حوالہ دیتے ہوئے علماء کرام
نے زور دیا کہ انتظامیہ کے سربراہ کی حیثیت میں کسی عورت کا
چناؤ اسلام کے بنیادی اصولوں کے منافی ہے۔ انھوں نے
زور دیا کہ اسلامی مملکت میں صرف جرأت مند باشعور بالغ مرد
ہی سربراہ مملکت بن سکتا ہے۔ بیان میں ان دینی جماعتوں پر کڑی
نکتہ چینی کی گئی جنھوں نے متحدہ محاذ میں شمولیت اختیار کی ہے۔

علماء کرام نے اسلام کے نام پر عوام سے اپیل کی کہ وہ کتاب وسنت کا
اتباع کرتے ہوئے کسی عورت کو سربراہ مملکت منتخب نہ کریں انھوں نے
کہا کہ لوگوں کو نام نہاد مولویوں کے بیانات پر توجہ نہیں دینی چاہیئے
علماء نے صدر ایوب کی عظیم الشان قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے
ان پر زور دیا کہ وہ ملک میں اسلامی رجحانات کو فروغ دیں اور اسلامی
مشاورتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں عائلی قوانین میں ترمیم کریں۔

پٹنہ کے عالم کا فتویٰ

عورت صدر نہیں ہو سکتی

نظام اسلام پارٹی پٹنہ مشرقی پاکستان کے ممتاز رہنما الحاج شیخ عبادت علی صاحب نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اس وقت جب کہ ملک کو بھارت سے خطرہ درپیش ہے ایک عورت کو دنیا کی سب سے بڑی مملکت کا سربراہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اسلام میں ممانعت ہے

مغربی پاکستان کے چھ صد مشائخ اور علماء کا فتویٰ

عورت کو سربراہ مملکت بنانا شرعاً نا جائز ہے

۵ ر دسمبر کو مرکزی جمعیت العلماء پاکستان و جمعیت المشائخ کی کل سنی تبلیغی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ملک بھر کے چھ صد سے زائد مشائخ عظام اور علماء کرام نے شرکت فرمائی جس کے ایک خصوصی اجلاس میں جو زیر صدارت خواجہ خان محمد صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف ہوا۔ جس میں صدر انجمن حزب الاحناف علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری کے حالیہ فتوے کی تائید میں باتفاق رائے ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں اسلامیان وطن کو خبردار کیا گیا کہ کسی عورت کو امور حکومت سونپنا نہ صرف شرعاً نا جائز ہے بلکہ قوم و ملک کے لئے خطرناک اور تباہ کن ہے ۔

عورت کو ووٹ دینا حرام ہے

حضرت شیخ المشائخ پیر صاحب دیول شریف کا فتویٰ

مرکزی داعی جمعیت المشائخ اعلیٰحضرت خواجہ عبدالمجید احمد پیر صاحب دیول شریف نے کانفرنس کے شبینہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

"پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس کا اساسی نظریہ اسلام ہے اس لحاظ سے کوئی اضطراری کیفیت موجود نہیں جس کے تحت عورت کو اس مملکت کی سربراہ بنانے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔ عورت کا سربراہ مملکت ہونا تو ایک طرف رہا عورت کو ووٹ دینا ہی حرام اور ناجائز ہے"

بیس ہزار ووٹ

پیر صاحب نے خطبۂ صدارت میں فرمایا کہ:۔

"مشائخ عظام صدر مملکت کو بیس ہزار ووٹ دلوائیں گے اور میں صدر ایوب کی حمایت اس لئے نہیں کر رہا ہوں کہ وہ سربراہ مملکت ہیں۔ بلکہ ایک عورت نے صدارتی انتخاب لڑنے کا فیصلہ کر کے اس انتخاب کو مذہبی رنگ دے دیا ہے اور مشائخ کو مجبور ہو کر خانقاہوں سے باہر آنا پڑا ہے۔

ایشیا کا لیڈر

وقت قریب آ رہا ہے جب کہ تمام ایشیا کے ممالک صدر ایوب کو اپنا سربراہ تسلیم کر لیں گے۔

علماء اور مشائخ اقتدار نہیں چاہتے۔

پیر صاحب نے فرمایا کہ:-

علماء اور مشائخ سیاست میں حصہ لیتے رہیں گے۔ سیاست میں حصہ لینا کوئی عار نہیں کیونکہ اسلام میں سیاست اور مذہب الگ نہیں۔ اور علماء کرام اور مشائخ عظام کا فرض ہے کہ وہ ہر غیر اسلامی حرکت کو روکتے رہیں۔ علماء اور مشائخ نے عورت کے سربراہ مملکت ہونے کے متعلق فتوے دے کر اپنا فرض پورا کر دیا ہے اور جو لوگ اسے نہیں مانیں گے۔ وہ خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے علماء اور مشائخ اقتدار اور وزارتوں کی ہوس میں سیاست میں نہیں آئے وہ اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جسے تاج و تخت پیش کیا جائے تو وہ ٹھکرا دیتا ہے۔

مولانا مودودی کو مناظرے کی دعوت

پیر صاحب نے امیر جماعت مودودی (جماعت اسلامی) مولانا مودودی کو چیلنج کیا کہ وہ:-

"عورت کی امارت کے سوال پر مجھ سے مناظرہ کرلیں اور جس کو چاہیں منصف بنائیں میں ثابت کروں گا کہ عورت کو سربراہ مملکت بنانا کسی حالت میں اور کسی لحاظ میں بھی جائز نہیں ہے اگر وہ اسلامی اصول کی نئی تاویلات کرنے سے باز نہ آئے تو ملک بھر کے بیس ہزار علماء کرام اور مشائخ عظام ان کے خلاف ایک محاذ کھول دیں گے۔ اور گلی گلی

کوچے کوچے جا کر لوگوں کو اس فتنے سے آگاہ کریں گے۔

مباہلہ کا اعلان

پیر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں مولانا مودودی کو مباہلہ کی دعوت دی اور کہا کہ:۔

"اگر عورت کے بارے میں ان کا فتوے صحیح نہیں ہے تو خدا مجھے مصیبت میں ڈالے ورنہ خدا ان کا اور ان کی جماعت کا بیڑا غرق کر دے"

دیوانے ہو گئے ہیں۔

پیر صاحب نے فرمایا کہ:۔

"مولانا مودودی دیوانے ہو گئے ہیں۔ کل تک وہ عورت کی سربراہی کے منکر تھے۔ لیکن آج وہ عورت کی قیادت کو تسلیم کر رہے ہیں۔ ہم قائد اعظمؒ کو لیاقت علی خاں کو اور محمدؐ ایوب خاں کو ان کی غلطیوں پر معاف کر سکتے ہیں کیونکہ وہ عالم دین نہیں اور نہ ہی انھوں نے کبھی کوئی ایسا دعویٰ کیا ہے مگر مولانا مودودی سیاست دان ہونے کے ساتھ ساتھ عالم دین ہونے کا بھی دعوے کرتے ہیں لیکن اب ان کے دعوے کا بھرم بھی کھل گیا ہے۔ انھوں نے عورت کو سربراہ مملکت بنانے کا جو فتوے دیا ہے اس سے سارا عالم اسلام چونک اٹھا ہے۔

وکلاء مفکروں اور دانشوروں سے اپیل

پیر صاحب دیول شریف نے ملک کے وکلاء، مفکروں اور دانشوروں

سے اپیل کی کہ:۔

" وہ اس بات پر غور کریں کہ انھیں جو رتبہ حاصل ہوا ہے وہ پاکستان کی بدولت ہے اس لئے ہیں کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیئے جو پاکستان کو نقصان پہونچانے کا باعث ہو اگر کسی عورت کو ملک کا سربراہ بنایا گیا تو ملک کمزور ہو جائے گا۔ اور سامراجی طاقتوں کی سازشوں کا شکار ہو جائے گا۔ مولانا مودودی نے عورت کو سربراہِ مملکت بنانے کے حق میں فتوے دے کر نہ صرف اسلام کی توہین کی ہے بلکہ آقائے نامدار رحمتہ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا مذاق بھی اڑایا ہے اگر کوئی عورت صدر منتخب ہو جاتی ہے تو کیا دنیا کے دوسرے ممالک یہ کہنے میں حق بجانب نہ ہوں گے کہ پاکستان میں کوئی قابل مرد نہ تھا۔ جو ایک عورت کو سربراہ مملکت بنا دیا۔

آزادی کا مخالف

پیر صاحب نے فرمایا کہ:۔

" جب برصغیر میں مسلمانوں کی جنگ جاری تھی۔ تو آج اسلام کا یہ نام لیوا انگریزوں کی پشت پناہی میں تحریک آزادی کی مخالفت میں دن رات ایک کئے ہوئے تھا۔

تین اسلامی ممالک کا اتحاد

پیر صاحب نے معاہدہ استنبول کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تین اسلامی ممالک اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں صدر ایوب کے اس کارنامے کو بھی اسلامی نقطۂ نگاہ سے دیکھتا ہوں میری دعا ہے کہ تمام اسلامی ممالک اسی طرح اکٹھے ہو جائیں۔"

وقت کا تقاضا

پیر صاحب نے فرمایا کہ:۔

اگر کسی عورت کو ملک کا سربراہ بنایا گیا تو ملک کمزور ہو جائے گا۔ اور سامراجی طاقتوں کی سازشوں کا شکار ہو جائے گا۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ملک کا کوئی ایسا مرد ہو جسے امور مملکت سے بھی آگاہی حاصل ہو۔ اور صدر ایوب سے بہتر ہمیں کوئی امیدوار نہیں مل سکتا۔"

اپوزیشن کا گمراہ کن پراپیگنڈہ

حضرت پیر صاحب قبلہ نے متحدہ حزب اختلاف کے گمراہ کن پراپیگنڈہ سے باخبر رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"علمائے کرام کے متفقہ فیصلہ کے مطابق عورت کا اصل کام سیاسی مقام حاصل کرنا نہیں بلکہ اس کی اصل جگہ اس کا گھر ہے۔"

آپ نے مزید فرمایا کہ:۔

"قوم بارہ برس تک کسی ایسے شخص کی تلاش میں رہی جو دشمن

کے مقابلہ کے لئے ملک کو تیار کر سکے اور اب جب کہ ملک کو ایک ایسا شخص صدر ایوب کی صورت میں میسر آگیا ہے۔ تو اپوزیشن نے ملک کو گمراہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ ایسے موقع پر اگر قوم نے کوئی غلط اقدام کیا تو اس تباہی کی وہ خود ذمہ دار ہوگی۔

صدر ایوب سے مطالبہ

حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ:-

"عملی اعتبار سے کئی باتیں ملک میں غیر اسلامی ہیں۔ اور ہم صدر ایوب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوراً ان کو روکنے کا بندوبست کریں۔ اور اگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو سب سے پہلے میں صدر مملکت سے احتراز کروں گا۔"

خطیب اعظم کا خطاب

حضرت پیر صاحب دیول شریف خواجہ عبدالمجید صاحب قبلہ نے صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کو "خطیب اعظم" پاکستان کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ کہ وہ آج سے پاکستان کے خطیب اعظم ہیں۔

امارتِ شرعیہ :-

علامہ احمد سعید کاظمی صاحب نے متحدہ حزب اختلاف سے ہمدردی رکھنے والے اُن عُلماء کے موقف پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا :-

"موجودہ زمانے میں "خلافتِ رسالت یا امارتِ شرعیہ" قائم کرنا عقلاً ممکن مگر عملاً محال ہے۔ کیونکہ گزشتہ تیرہ۱۳ سو سال میں انسانی نفسیات اور عادات بیسیوں انقلابات سے گذر گئی ہیں۔ آج کرۂ ارض کے متعدد خطوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مگر ہر مسلمان ملک کا اپنا ایک سیاسی نظام ہے۔ امارت شرعیہ قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام اسلامی سلطنتیں ختم کردی جائیں۔ اور دنیا بھر کے مسلمانوں کا ایک امیر ہو۔ چونکہ ایسی صورتِ حال پیدا کرنا محال ہے۔ اس لئے آئیڈیل امارت شرعیہ قائم کرنا بھی محال ہے۔ اگر پاکستان میں تمام اسلامی قوانین نافذ کر دیئے جائیں تب بھی وہ امارتِ شرعیہ نہیں ہوگا۔ پاکستان کا نظام حکومت چونکہ شرعی نہیں ہے اس لئے سربراہ حکومت کی تذکیر و تانیث کا مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

تمام نسلوں کے لئے رہنما اصول۔

علامہ کاظمی نے فرمایا۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ بنت کسریٰ کے معاملہ میں یہ فرما چکے ہیں کہ جس قوم نے عورت کو سربراہ حکومت بنایا وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتی اس لئے ہمارے واسطے یہ مسئلہ اہم ترین حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ملکہ سبا بلقیس کا ذکر کیا گیا تب بھی آپؐ نے عورت کی امارت ممنوع قرار دی تھی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جب کسی عورت کو سربراہ مملکت بنایا جا رہا ہو تو زمین کا نچلا حصہ اوپر کے حصے سے بہتر ہوگا۔ عورت کی امارت سے متعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام امتناعیہ خلافت رسالت یا امارت شرعیہ کی شرط سے مشروط نہیں۔ بلکہ وہ نبی نوع انسان کی تمام نسلوں کے لئے رہنما اصول کا درجہ رکھتے ہیں۔ جو لوگ وقتی تقاضوں کے تحت اسلامی شریعت کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ کسی طرح بھی مسلمان کھلانے کے حقدار نہیں۔"

پاکستان کے علماء کرام اور مشائخ عظام صدر محمد ایوب خان کی حمایت کرینگے۔

حضرت خطیب اعظم بطل حریت علامہ صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب نقشبندی سجادہ نشین آلو مہار شریف ناظم اعلیٰ جمعیت المشائخ پاکستان نے فرمایا :-

"جمعیت المشائخ اور جمعیت علمائے اسلام کی رائے ہیں صدر ایوب نے ملک کے استحکام اور دفاع کے لئے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ قابل تعریف ہیں اور چونکہ صدر ایوب نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ تمام ملکی قوانین کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں گے اس لئے یہ کانفرنس یہ اعلان کرتی ہے کہ تمام مشائخ اور علماء کرام صدر ایوب کی حمایت کریں گے۔ مزید برآں شریعت کی رو سے کسی عورت کا صدر مملکت بننا غیر اسلامی اور حرام ہے اسلئے ہم انتخابی ادارے کے ارکان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ صدر ایوب کو ووٹ دے کر کامیاب بنائیں۔

جن علماء نے پاکستان بنانے کے لئے فتویٰ دیا تھا انہوں نے ہی پاکستان کو بچانے کے لئے فتویٰ دیا ہے۔ خطیب اعظم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ :-

"پوچھا جاتا ہے کہ علمائے اہل سنت نے عورت کی امارت کے خلاف فتویٰ کیوں دیا؟ یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ صدر

ایوب سے مولویوں کا کوئی سودا ہوا ہے ؟ مولانا صاحب نے کہا علمائے حق نے پاکستان اور قائد اعظم رح کے حق میں بھی فتوے دیئے تھے اور اب جب انہوں نے دیکھا کہ "پٹے ہوئے مہرے" اور "کٹی ہوئی پتنگیں" اس سرزمین پہ قبضہ مخالفہ کرنے کی تگ ودو میں ہیں اور ملک کمزور ہونے والا ہے تو جن علماء نے پاکستان بنانے کے لئے فتویٰ دیا تھا انہوں نے پاکستان کو بچانے کے لئے فتویٰ صادر کر دیا۔ علماء نے صرف خدا سے سودا کیا ہے وہ شرعی مسائل میں کسی سے سودا نہیں کر سکتے"

قوانین میں ترمیم ضروری ہے۔

ایک اور قرارداد میں کہا گیا کہ :۔

"چونکہ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کا نصب العین اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کا کوئی قانون کتاب وسنت کے منافی نہ ہو اس لئے مسلم عائلی قوانین بھی قرآن وسنت کے مطابق ہونا ضروری ہے

ثقافت کی آڑ میں۔

ایک قرارداد میں یہ بھی کہا گیا کہ :۔

"ملک میں اخلاقی انحطاط شروع ہو گیا ہے اور ثقافت کی آڑ میں رقص وسرود کی محفلوں، عشرت نواز کلبوں، فلمی تماشوں نے ہمارے معاشرے کا حلیہ بگاڑ کر رکھ

دیا ہے اس لئے نہایت ضروری ہے کہ حکومت مجالس آئینی بنیادی جمہوریتیں، رفاہی ادارے، اسلامی انجمنیں، سیاسی جماعتیں ایسے دستوری اور پراپیگنڈا کے وسائل اختیار کریں جن سے ان برائیوں کا قلع قمع کیا جا سکے۔ اور پاکستان کو اسلامی و مذہبی ریاست بنانے کی جدوجہد میں جمعیت العلمائے پاکستان اور مشائخ سے مکمل تعاون کریں۔"

علماء و مشائخ ون یونٹ کے تحفظ کے لئے حکومت سے تعاون کریں گے۔

مرکزی جمعیتہ العلمائے پاکستان اور جمعیتہ المشائخ پاکستان کی دو روزہ سنی کانفرنس کے دوسرے روز قرارداد کے ذریعے کانفرنس میں علماء کرام و مشائخ عظام نے ان عناصر کی مذمت کی جو وحدت مغربی پاکستان کو پارہ پارہ کرنے، مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور حکومت کو یقین دلایا گیا کہ :-

"علماء و مشائخ وحدت مغربی پاکستان کے تحفظ، مشرقی اور مغربی پاکستان کے دائمی کے لئے ہر وقت تعاون کرینگے

اتحاد ملت اسلامیہ۔

ایک قرارداد کے ذریعے کہا گیا کہ :-

"ہم صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کو معاہدہ استنبول پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ ملت اسلامیہ کو متحد کرنے کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔"

ملت کے استحکام کے لئے مضبوط مرکز کا قیام ناگزیر ہے۔

ہندوستان کے ارادے۔

مفتی اعظم مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری صاحب کے زیر صدارت اجلاس میں علامہ غلام علی صاحب اوکاڑوی نے فرمایا کہ :-

"جگتو فرنٹ والے پاکستان کے مرکز کو کمزور دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ اسلام دشمن حرکات کر سکیں۔ تاریخ اسلامی اس بات کی گواہ ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایک مضبوط مرکز کے حامی رہے ہیں۔ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارک میں ہمیشہ مرکز کو مضبوط رکھا۔ اس کے بعد ان کے جانشین خلفاء راشدہ رضی اللہ تعالےٰ نے بھی مرکز کو مضبوط رکھا۔ جب تک مسلمانوں کا مرکز مضبوط رہا ہے اس وقت تک وہ دنیا میں حکمرانی کرتے رہے ہیں۔ لیکن

جیسے ہی مسلمانوں کا مرکز کمزور ہو گیا عالم اسلامی میں خانہ جنگیوں کا آغاز ہو گیا۔

تمام علماء و مشائخ ملکی دفاع میں عملی حصہ لیں گے۔

مولانا سید خلیل احمد قادری صاحب نے مقبوضہ کشمیر کو بھارت میں مدغم کرنے کی بھارتی کوششوں کے خلاف قرارداد پیش کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ :-

"حکومت کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے فوری طور پر جہاد کا اعلان کرے کیونکہ ہندوستان کشمیر کو ہمیشہ کے لئے ہضم کرنے کی غرض سے خطرناک اقدامات کر رہا ہے۔ صدر ایوب یقین رکھیں کہ علماء و مشائخ محاذ جنگ پر ہراول دستہ ثابت ہوں گے"۔

ایشیا کا امن خطرے میں ہے۔

مولانا محمد بخش مسلم نے کشمیر پر قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ :-

"بھارت سخت قسم کی جنگی تیاریوں میں مصروف ہے اور اب اس نے منصوبہ بنایا ہے کہ وہ فوجی طاقت کو مضبوط بنانے پر پچاس ارب روپے خرچ کرے گا۔ بھارت کے وزیر دفاع برطانیہ، روس اور سویڈن سے

آبدوز کشتیاں، روس اور امریکہ سے طیارے حاصل کرنے کی کوشش میں بھی مصروف ہیں۔ تاکہ وہ برما، لنکا، نیپال، پاکستان، ملائشیا، انڈونیشیا، عراق اور سعودی عرب پر اپنا تسلط جما سکے۔ اگر اس نے یہ کوششیں جاری رکھیں تو اس سے یقینی طور پر ایشیا کا امن خطرے میں پڑ جائے گا۔"

بھارت صدر ایوب کا دشمن کیوں ہے۔

مولانا مسلم نے مزید کہا کہ:-

"بھارت کی یہ زبردست خواہش ہے کہ پاکستان میں مستحکم حکومت قائم نہ ہو۔ اور صدر ایوب دوبارہ برسر اقتدار نہ آئیں کیونکہ صدر مملکت کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے آٹھ کروڑ مسلمانوں کے ملک انڈونیشیا سے دوستانہ تعلقات قائم کئے۔ بھارت کی یہ خواہش تھی کہ انڈونیشیا بھارت کی پاکستان دشمنی میں ہندوستان کا ساتھ دیگا۔ لیکن بھارت کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ اور انڈونیشیا نے معاہدہ استنبول میں شامل ہونیکا یقین دلایا۔ اس کے علاوہ صدر ایوب نے چین سے دوستانہ تعلقات قائم کر کے بھارت کو نیچا دکھا دیا ہے صدارتی انتخاب میں عورت کے امیدوار ہونے پر کڑی

نکتہ چینی کی اور کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو مملکت کے سربراہ ہونے کا حکم نہیں دیا۔ اس کے علاوہ کہا کہ سربراہ مملکت کو فوجی لحاظ سے بھی مضبوط ہونا چاہیئے۔ مولانا مودودی بھی اپنی تصنیف میں خود تسلیم کر چکے ہیں کہ سربراہ مملکت کا عسکری لحاظ سے ماہر ہونا لازمی ہے۔"

صدر ایوب نے قوانین کو اسلامی ڈھانچہ میں ڈھالنے کا وعدہ کیا ہے

مفتی محمود کی طرف سے صدارتی انتخاب میں جمعیت کے فیصلے کی وضاحت

جمعیت العلماء پاکستان کے ناظم مفتی محمود احمد رضوی نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ:۔

جمعیت نے صدارتی انتخاب میں صدر ایوب کی حمایت کا فیصلہ قرآن و سنت کی روشنی میں کیا ہے کیونکہ اسلام کسی عورت کو امیر بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔ انھوں نے کہا کہ صدر ایوب نے جمعیت کو یقین دلایا ہے کہ وہ علماء کے مشورہ سے موجودہ قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں گے! ور اسلامی قدروں کو فروغ دینے کی جد وجہد کریں گے۔

انھوں نے جمعیت العلماء پاکستان کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ جمعیت اہلسنت والجماعت کی ترجمان ہے، جو ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس میں غیر منقسم ہندوستان کے علماء و مشائخ

نے متفقہ طور پر قائم کی تھی۔ جمعیت نے اس وقت نظریہ پاکستان
کی حمایت کی تھی اور اس کے قیام کے لئے ہر ممکن طریقے سے جدوجہد
کی تھی۔ جب پاکستان معرض وجود میں آگیا تو جمعیت نے ملک میں
اسلامی قوانین کے نفاذ اور ملک و ملّت کے استحکام کے لئے اپنی
سرگرمیاں جاری رکھیں۔

صدارتی انتخاب کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ یہ مسئلہ انتہائی
اہم ہے اور اسی پر ملک کے مستقبل کا انحصار ہے۔ صدارتی انتخاب
میں دو امیدواروں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اور وہ
محترمہ فاطمہ جناح اور صدر ایوب خاں ہیں۔

انھوں نے کہا کہ جب ہمارے سامنے یہ مسئلہ آیا تو ہم نے اس پر
سیاسی اور شرعی نقطۂ نظر سے غور کیا۔ جہاں تک شریعت کا
تعلق ہے۔ اس میں یہ واضح حکم شریعت میں موجود ہے کہ کوئی عورت
مسلمانوں کی امیر نہیں ہو سکتی۔

چونکہ پانچ مخالف جماعتوں خصوصاً جماعت اسلامی نے اسلامی احکام
کی طرف توجہ نہیں دی۔ اس لئے محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت میں
ان کے لئے کوئی اُلجھن نہ رہی۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ محترمہ
فاطمہ جناح کی امیدواری کے اعلان سے قبل جماعت اسلامی
بھی واضح شرعی احکام کی قائل تھی۔ اور اس سلسلے میں جماعت اسلامی
کے رہنماؤں کی تالیفات بطور ثبوت موجود ہیں۔ لیکن اب محض سیاسی

وجوہ کی بناء پر جماعت اسلامی نے یہ فتوے دے دیا کہ موجود حالات کی بناء عورت کا صدر مملکت بنانا جائز ہوگیا ہے۔

مفتی محمود احمد نے کہا کہ :۔

جماعت اسلامی کا یہ فیصلہ چونکہ اہلسنت کے نزدیک ایسا خطرناک تھا کہ اگر اس کا نوٹس نہ لیا جاتا تو ہر شخص قرآن وسنت کی حسب منشا تاویلیں کرنے لگتا۔ لہذا جمعیت العلماء پاکستان کی مجلس عاملہ نے اس انداز فکر کی روک تھام کے لئے مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب سے فتویٰ حاصل کیا۔ مفتی اعظم نے قرآن وحدیث واجماع امت کی روشنی میں یہ واضح کیا کہ " از روئے اسلام عورت صدر مملکت نہیں بن سکتی " اس لئے ۵ اور ۶ دسمبر کی سنی کانفرنس میں جو لاہور میں منعقد ہوئی۔ ملک بھر کے تمام علماء نے بالاتفاق اس فتوے کی تائید وتوثیق کر دی۔

جمعیت پاکستان کی حفاظت کرے گی۔

مفتی صاحب نے کہا۔

جب بھی اسلام کے خلاف کوئی فتنہ اٹھایا جائے گا۔ تو ہم خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ ہم نے موجودہ حالات کا پوری طرح جائزہ لینے کے بعد صدر ایوب کی حمایت کا فیصلہ کیا ہے اور جمعیت العلماء پاکستان یہ سمجھتی ہے کہ یہ فیصلہ شریعت کے احکامات کے مطابق

ہے کیونکہ اسلام کسی عورت کو سربراہِ مملکت منتخب کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس میں کسی تاویل و ترمیم کی گنجائش نہیں اور ہم ایسے اقدام کو مداخلت فی الدین سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے لئے صدارتی انتخاب میں محترمہ کی حمایت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

صدر ایوب کی حمایت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم پاکستان میں خلافِ شرع رائج امور کے حق میں یا ہر جائز و ناجائز معاملہ میں برسرِ اقتدار افراد کے حامی ہیں۔ اگر صدر ایوب نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا تو بھی ہم اسلامی اقتدار کے تحفظ، اسلامی قوانین کے نفاذ اور خلافِ شرع امور کی تنسیخ کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اور اپنے فرض کی ادائیگی میں کسی بھی طاقت سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ البتہ ہمارا طریقہ کار باغیانہ اور معاندانہ نہیں ہوگا۔

مفتی صاحب نے کہا کہ:۔

حزبِ اختلاف کے رہنماؤں کا الزام ہے صدر ایوب نے خلافِ اسلام عائلی قوانین نافذ کئے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب پاکستان میں شرعی نظام ہی موجود نہیں ہے تو پھر صدر کے مرد یا عورت ہونے کے بارے میں شریعت کی پابندی کی کیا ضرورت ہے۔

اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ قوم

کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے عورت کو اپنا امیر بنایا اب اگر پاکستان میں شرعی نظام نہیں ہے تو بھی یہاں کے باشندوں کے لئے اپنا امیر یا صدر عورت کو بنانا جائز نہیں ۔

مفتی صاحب نے مزید کہا کہ :-

صدر ایوب کی حمایت کا جو اعلان جمعیت نے کیا ہے اس کے بھی دو پہلو ہیں ۔ شرعی پہلو تو صرف اس قدر ہے کہ عورت کی سربراہی میں فلاح کا امکان نہیں ۔ دوسری طرف مرد کے صدر ہونے میں اگر خیر کا یقین نہیں تو خیر و فلاح کی امید ضرور ہے اور یہ عین ممکن ہے کہ صدر ایوب کو اللہ تعالٰی پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرنے کی توفیق دے ۔ اس کے برعکس ایک خاتون کے صدر ہونے میں مذکورہ حدیث کے مطابق صرف فساد ہی فساد ہے ۔

مولانا مودودی نے حرام کو حلال کرنے کا راستہ ہموار کر دیا ہے

جامعہ اسلامیہ بھاولپور کے شیخ الحدیث احمد سعید کاظمی کا بیان

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بھاولپور علامہ احمد سعید کاظمی نے ایک اخباری بیان میں اہلسنت والجماعت کی جانب سے مشائخ کانفرنس کے اس فیصلہ کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ :-

خاتون ریاست کی سربراہ نہیں ہو سکتی تفصیل کے ساتھ ان کوائف کو بیان کیا ہے جس کی رو سے کوئی حکم محض ضرورت یا اضطرار کے تحت اپنی بنیادی ہیئت نہیں بدل سکتا ۔ جناب ،

کاظمی صاحب نے کہا ہے کہ لاہور کی حالیہ مشائخ کانفرنس جس میں جمیعتہ العلماء پاکستان اور جمیعتہ المشائخ کے صدہا اکابر نے شرکت فرمائی خالص مذہبی اور تبلیغی کانفرنس تھی جس کا سیاست اور مفاد پرستی سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ وہاں جو کچھ ہوا صرف مذہب کی خاطر ہوا۔ کانفرنس کے جو گہرے کامیاب اور خوشگوار اثرات ملک وملت پر مرتب ہوئے انھیں شکست خوردہ معاندین زائل کرنے کے لئے مسلسل چیخ و پکار میں مشغول ہیں۔ مگر انھیں یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنے مذموم مقاصد میں ہرگز کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ ہمارے خلاف حکومت کا آلہ کار بننے کا جو مسئلہ اٹھایا گیا ہے وہ اہلِ حق پر بے بنیاد الزام انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب سے غیر اسلامی اور مغربی جمہوریت دنیا پر مسلط ہوئی ہے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ ہر مسئلہ میں اپوزیشن کی حمایت کرنی چاہیئے۔ خواہ اس کا موقف غلط ہی کیوں نہ ہو اور اپوزیشن کے خلاف کوئی موقف اختیار کرنا گویا حکومت کا آلہ کار بننا ہے۔ خواہ وہ موقف صحیح کیوں نہ ہو۔ لیکن اسلامی ذہن اس نظریہ کو ہرگز قبول نہیں کرسکتا کہ کسی ملامت کے خوف سے حق کی مخالفت اور باطل کی حمایت کی جائے۔

ہم نے قیام پاکستان کے بعد ہمیشہ یہی آواز بلند کی کہ مکمل طور پر

ملک میں اسلامی آئین و قوانین کا نفاذ کیا جائے۔ موجودہ عائلی
قوانین میں اسلامی ترمیمات کا پوری قوت سے مطالبہ کیا اور ہم نے
اس وقت تک صدر محمد ایوب کی حمایت کا اعلان نہیں کیا جب تک
کہ ہم نے اپنے اس مطالبے کے پورا ہونے کا اطمینان حاصل نہیں کر لیا
اس مطالبہ میں عورت کی وزارت و سفارت کا مسئلہ بھی آجاتا
ہے۔ ملت اسلامیہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا المیہ ہوگا کہ اسلام
کا نعرہ لگانے والے آج ہوسِ اقتدار کی وجہ سے حرام کو حلال کر رہے
ہیں اور خاص حالات و ضرورت شدیدہ کا بہانہ بنا کر ناجائز کو
جائز قرار دے رہے ہیں۔ وہ خاص حالات کیا ہیں۔ صرف یہ کہ
مودودی صاحب کو یہ موقع نظر آ رہا ہے کہ خاتون پاکستان کی
کامیابی کے بعد اقتدار کی وہ کنجی آسانی کے ساتھ میرے ہاتھ آجائے
گی۔ جس کے لئے وہ تقریباً چالیس برس سے پاپڑ بیل رہے ہیں لیکن
انشاء اللہ ان کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔
ضرورت شدیدہ کی بنا پر حرام کے حلال ہونے کا جو کارنامہ
مودودی صاحب نے انجام دیا ہے۔ اس کی رو سے اب ہر ناجائز
و حرام کے حلال و جائز ہونے کا راستہ پیدا ہو گیا ہے اگر ضرورت
کی بنا پر عورت کی سربراہی جائز ہے (جو آج سے پہلے مودودی
صاحب کے نزدیک کتاب و سنت کے منافی اور ناجائز و حرام
تھی) تو اسی قسم کی ضرورت کی دلیل سے عورتوں کی وزارت و سفارت

بے پردگی، مخلوط تعلیم بلکہ تمام محرمات و منکرات جائز کئے جا سکتے ہیں۔
سود کے جواز کا بھی دروازہ کھل گیا۔ کیونکہ اس کے بغیر کاروبار نہیں
چل سکتا۔ لہٰذا ضرورت شدیدہ کی دلیل سے سود بھی جائز ہوگا۔
افسوس! مودودی صاحب نے ضرورت و اضطرار میں فرق نہیں
کیا۔ عورت کی سربراہی کے لئے اضطرار کی صورت صرف یہی ہو سکتی
ہے کہ دنیا میں کوئی مرد باقی نہ رہے تو عورت کی سربراہی کے لئے
اضطرار پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا مودودی صاحب کے نزدیک یہی
صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے؟

صدر ایوب کی حمایت کا فیصلہ ان کی دینی خدمات پر کیا گیا ہے
مشائخ کانفرنس کے لئے حکومت نے سرمایہ فراہم نہیں کیا تھا

جمعیت العلماء پاکستان کے صدر صاحبزادہ فیض الحسن نے کہا ہے
کہ ان کی جماعت نے صدر ایوب خاں کی دینی و ملی خدمات کی بناء پر ان کی
حمایت کا فیصلہ کیا ہے۔ صاحبزادہ فیض الحسن نے جو اتوار کے روز لاہور
میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ ان الزامات
کی تردید کی کہ مشائخ کانفرنس کے انعقاد کے لئے ان کی جماعت کو حکومت
نے سرمایہ دیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ اس کام کے لئے علماء و مشائخ کے مریدوں
نے سرمایہ فراہم کیا تھا۔ اور جمعیت العلماء خود صدر ایوب کو انتخابی مہم
کے لئے ایک معقول رقم کی تھیلی پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

اسلام میں حسب و نسب کوئی درجہ امتیاز نہیں

یہ حقیقت ہے کہ محترمہ فاطمہ جناح نے ماضی میں کسی سیاسی آزمائش کا سامنا نہیں کیا۔ منطقی اعتبار سے ان کی نامزدگی کی حمایت نہیں کی جا سکتی لیکن جہاں تک جذباتی وابستگی کا تعلق ہے وہ قائد اعظمؒ کے ساتھ ان کے رشتہ کی وجہ سے ہے جس سے غلط فائدہ اٹھا کر محترمہ کی تائید میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ چونکہ انہوں نے قائد اعظمؒ کے ساتھ کام کیا ہے اس لئے وہ صدر کے عہدے کی اہل ہیں یہی وجہ ہے کہ پشاور میں محترمہ نے اپنی تقریر میں بھی کہا ہے کہ ملک کی سالمیت اور عوام کے حقوق کی حفاظت کرنے کا حق صرف انہیں ہی حاصل ہے۔

یہ درست نہیں۔ جہاں تک ان کی بزرگی کا تعلق ہے وہ قابل احترام ہیں لیکن سوال بزرگی کا نہیں جس منصب کے لئے وہ امیدوار بن کر سامنے آئی ہیں وہ اس منصب کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل نہیں ہیں پھر قرآنی تعلیمات کی روشنی میں نسبی امتیاز قطعاً وجہ امتیاز نہیں بلکہ قرآن حکیم حسب و نسب کی نسبتوں کو وجہ عزت و امتیاز بنانے کے تصور کو مٹانے کے لئے ہی آیا تھا۔ قرآن پاک میں ہر جگہ نسبی امتیاز کے تصور کی جگہ جوہر ذاتی کو معیار فضیلت قرار دیا گیا ہے قرآن حکیم کے احکام کے مطابق نہ ابن نوحؑ کو حضرت نوحؑ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے کوئی امتیاز حاصل ہو سکتا ہے نہ امراۃ لوطؑ کو حضرت لوطؑ کی بیوی ہونے کی جہت سے کوئی رعایت مل سکتی ہے، نہ عم محمدؐ یعنی حضرت عباسؓ کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا چچا ہونے کی وجہ سے کوئی خاص مقام حاصل ہے یہی اسلام کی وہ بنیادی تعلیم تھی جس کی بنا پر رحمتہ للعالمین صلعم نے اپنی

چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ طاہرہ طیبہ الزہرہؓ سے کہہ دیا تھا کہ بیٹی! "تمہارے اعمال صرف تمہارے کام آئیں گے"۔ محمدؐ کی بیٹی ہونا تمہارے کسی کام نہیں آسکے گا"۔ محترمہ فاطمہ جناح اور ان کے حامیوں کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ اسلامی ملک کی صدارت دراصل خدا اور مخلوق خدا کی مقدس امانت ہے یہ جد کی جائیداد نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا یا بھائی کے بعد بہن صدارت کی گدی پر نظر آئے محترمہ فاطمہ جناح تو حضرت قائد اعظمؒ کی بہن ہیں اگر آج قائد اعظمؒ کا حقیقی بیٹا بھی موجود ہوتا تو از روئے تعلیمات اسلام وہ بھی قائد اعظم کے بیٹے کی حیثیت سے اپنے باپ کی گدی پر بیٹھنے کا حقدار نہ ہوتا۔

محترمہ فاطمہ جناح کو صدر کے فرائض سرانجام دینے کے لئے اپنی صلاحیت شخصیت اور اپنے مشیروں پر ہی تکیہ کرنا ہوگا اور وہ اپنے مرحوم بھائی کی فراست سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں گی۔ چنانچہ حضرت قائد اعظم کی بہن ہونے کی حیثیت سے انہیں صدارت کے منصب کا اہل ثابت کرنے کی دلیل غیر وزنی ہے اور اسے ان کے حامی جتنی جلدی ترک کر دیں اتنا ہی اچھا ہے کیونکہ ایک طرف جمہوریت کا دعوٰی اور دوسری طرف رشتے کا واسطہ زیب نہیں دیتا۔

محترمہ فاطمہ جناح کو خاتون جنت فاطمۃ الزہراؓ کی مثال سامنے رکھنی چاہیئے حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سرور کائنات رحمت عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند قیادت پر نہ بیٹھیں حالانکہ ان کی ذات اقدس میں تمام خوبیاں جمع تھیں، اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جو عالمہ، فاضلہ، فقیہہ، مجتہدہ تھیں، تفسیر حدیث اور ادب میں کمال رکھتی تھیں

اور جن سے احکام شرعیہ کا چوتھا حصہ منقول ہے بھی اس منصب کی امیدوار نہ بنیں

دورِ جہالت کی یاد

جس گدی پر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے وہ ان کی وفات کے وقت ان کے بیٹے کو نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ملی۔ حضرت عمر نے وفات کے وقت اپنے بیٹے عبداللہ کو فرمایا کہ وہ خلافت کے کسی امیدوار کے حق میں رائے تو دے سکتا ہے مگر اس منصب کے لئے بطور امیدوار کھڑا نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ منصب خلافت پر فائز ہوئے ہمارے لئے ان خلفائے راشدین کا یہ نمونہ کافی ہے کہ انہوں نے اسلامی مملکت کی سربراہی کو جدی جائیداد نہیں بنایا بلکہ اسے خدا کی مقدس امانت سمجھا پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم تعلیمات اسلام اور خلفائے راشدین کے روشن اعمال کے خلاف قائد اعظم کی گدی ان کی بہن کو پیش کر دیں۔

متحدہ محاذ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی صدارت کو وراثت بنا کر عوام کو اسلام سے قبل کے دورِ جاہلیت کی طرف لے جانا چاہتا ہے اور پاکستانی عوام یہ راستہ کبھی اختیار نہیں کریں گے۔

بہتان تراشی

اسلام نے انسانی زندگی کے لئے جو اصول معین کئے ہیں وہ انتخابات کے زمانے میں ساقط نہیں ہو جاتے اور قومی نقطۂ نظر سے بھی انتخابات

میں پاکیزگی کا قائم رہنا ضروری ہے کوئی بھی باشعور قوم سیاسی جماعتوں اور اپنے افراد کو یہ اجازت نہیں دے سکتی کہ وہ اپنے آپ کو جھوٹ بولنے جھوٹ تراشنے اور الزام تراشی کرنے کے لئے آزاد کردے اور اس طرح عوام و خواص کو تباہ و برباد ہونے کی کھلی چھٹی مل جائے۔

حکومت اور عوام کی طرف سے اپیلیں کی گئیں کہ انتخابی مہم کے دوران صدارتی امیدواروں پر ذاتی حملہ سے گریز کیا جائے تاکہ ملک میں امن و امان اور دوسرے ملکوں میں وقار قائم رہے لیکن متحدہ حزب مخالف کی صدارتی امیدوار محترمہ فاطمہ جناح نے صدر ایوب پر یہ الزام عائد کرکے کہ وہ ملکی قوانین کو یکسر نظر انداز کرکے ملک پر طاقت کے ذریعے حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ صدارتی مہم کو بقول صدر ایوب ایک بار پھر غلط بیانی اور "بہتان تراشی" کا سلسلہ بنا کر رکھ دیا ہے۔

صدر ایوب کی یہ شکایت بھی بجا ہے کہ محترمہ صوبائی تعصبات کو ہوا دے رہی ہیں اور علاقائی تلخیاں تازہ کرنا چاہتی ہیں مشرقی پاکستان میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات سے پہلے محترمہ نے رائے دہندوں کے نام جو پیغام ارسال فرمایا تھا اس کا مطالعہ ہر اس شخص کے لیے نہایت تکلیف دہ ہے جو ان کے خیالات سے متفق ہو یا نہ ہو لیکن قائد اعظمؒ کی عزیز ترین بہن ہونے کی حیثیت سے محترمہ کا احترام کرتا ہے اس پیغام میں زیادہ زور صدر مملکت پر ذاتی حملے کرنے پر ہی صرف ہوا ہے اور مشرقی پاکستان کے عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ صدر ایوب تو مشرقی پاکستان کے لوگوں کو کمتر اور حقیر

سمجھتے ہیں اور ان کی حیثیت قومی زندگی میں اچھوتوں کی سی ہے

تعصب کی عینک

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ مشرقی پاکستان کو جو کچھ ملا ہے وہ یا تو مارشل لار کی حکومت میں ملا ہے یا اب مل رہا ہے اس سے انکار نہیں کہ مارشل لاء سے پہلے بھی مشرقی پاکستان کو مساوی حقوق حاصل تھے لیکن اصول اور سیاسی مفاہمت کی حد تک مگر اس کے برعکس اب اسے عملاً مساوی حقوق حاصل ہیں جنھیں صوبے کے طول وعرض میں رتعصب کی عینک اتار کر دیکھا جا سکتا ہے یہ محترمہ کے شایانِ شان نہیں کہ وہ ایسے بیانات پر دستخط کر دیں یا ایسے خطاب فرمائیں کیونکہ ذاتی حملے نہایت گھٹیا درجے کے حربے ہوتے ہیں اگر انتخابی مہم صرف ذاتی حملوں تک ہی محدود ہو اور الزام اور جوابی الزام ہی اصول سیاست قرار پا جائے تو ایسی سیاست سے ہر شریف انسان پناہ مانگے گا کیونکہ اس طریق سے جمہوریت اور سیاست دونوں رسوا ہو جائیں گی اور لوگ نفرت کرنے لگ جائیں گے۔

محترمہ فاطمہ جناح نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ فوج میں مشرقی پاکستان کے لوگوں کو پوچھا نہیں جاتا اور اس کی ذمہ داری صدر ایوب پر عائد ہوتی ہے اس کا جواب تو اعداد و شمار ہیں اور دوسرا جواب فوجی ملازمتوں سے مشرقی پاکستان کے لوگوں کی روائتی عدم رغبت ہے محترمہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ وہ جس عہدے کا انتخاب لڑ رہی ہیں وہ سارے ملک کے لیے ہے اگر وہ دونوں صوبوں کے عوام سے مختلف قسم کی بات کریں گی تو اس سے یقیناً ملک

کی یک جہتی کو نقصان پہنچے گا۔

محترمہ فاطمہ جناح انتہائی دانا ہیں لیکن انہوں نے صدر ایوب پر الزام لگانے سے گریز نہیں کیا کہ وہ پولیس اور دوسری سرکاری مشینری کے ذریعے جلسوں کی حاضری اکٹھی کرتے ہیں اس الزام کی تردید میں صدر ایوب نے کہا کہ میرے پاس اتنی رقم کہاں ہے کہ میں ہر شریک جلسہ کو چار چار روپے ادا کرتا بلکہ اس کے برعکس میں نے اپوزیشن کو اپنی بات کہنے کا موقعہ فراہم کرنے کے لئے اپنے پروگرام میں تبدیلی پیدا کی یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ ہمارے ہاں الزام تراشی بھی انتخابات کا حصہ بن گئی ہے۔

اجتماع اور تقریر کی آزادی

حزب اختلاف کے ذرائع کہتے ہیں کہ اس ملک میں نہ تو جمہوریت ہے اور نہ اجتماع اور تقریر کی آزادی مگر دونوں صوبوں کے انتخابی دورے کے بعد ان کی صدارتی امیدوار محترمہ فاطمہ جناح یقیناً مطمئن ہوئی ہوں گی کہ ملک میں مکمل جمہوریت اور اظہار خیال کی مکمل آزادی ہے انتخابات خواہ کسی سطح پر ہوں ان میں اصول و دلیل کے ساتھ حصہ لینا چاہیئے ہماری سیاسی جماعتوں کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ اگر ملک کا استحکام اور عوام کا اخلاق، ان غوغا آرائیوں کی نذر ہو گیا تو یہ خسارے کا سودا ہو گا اور قدرت، اس جرم کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

انتخابات کو ملک و ملت کے زوال کا باعث بننے کی بجائے عروج و اقبال کا باعث بننا چاہیئے۔ تعصب و تنگ نظری جمہوریت کے لئے زہر ہیں، علاقائی

نسلی یا کوئی بھی اور منفی عصبیت اگر سیاسی فضا میں رچ و بس جائے تو جمہوری رواداری، مروت اور تحمل کے لئے ذرا سی بھی گنجائش نہیں رہ سکتی، یہاں تک کہ اجتماعی مفادات کا احساس تک نہیں رہتا اور آخر کار مشترکہ قومیت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے

عورت کے محسن اعظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

متحدہ حزب اختلاف اور مودودی جماعت کے امیر مولوی مودودی جو شریعت کے ایک حرام کو اس دلیل سے جائز ٹھہرا رہے ہیں کہ اس حرام کے جائز کر لینے سے دین کی کامیابی کی راہیں کھلیں گی وہ اپنے آپ کو اللہ اور رسولؐ سے زیادہ عقلمند سمجھتے ہیں۔ محترمہ فاطمہ جناح کی عقیدت کا دم بھرنے والے اور عوام کو محترمہ کو صدر بنانے کے لئے تن، من، دھن کی قربانی کی دعوت دینے والے عورت کی ہمدردی کے دعویدار تاریخ عالم کے اس زمانے کو بھول گئے ہیں جب کہ فخر دو جہاں رحمت عالم محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے انسان دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتا تھا، جنگل کا ہر بڑا درخت، زمین کا ہر خوفناک کیڑا، پہاڑ کا ہر سیاہ پتھر اس کا خدا تھا حتیٰ کہ اپنے جیسے انسانوں کو بھی پوجتا تھا یہودی عیسائی اور دیگر اقوام کے مذہبی پیشوا خدا بنے ہوئے تھے بت پرستی اپنے عروج پر تھی بتوں پر آدمیوں کی قربانی چڑھائی جاتی تھی اور عورت کو بدترین مخلوق سمجھا جاتا تھا گویا انسانیت دنیا میں ختم ہو چکی تھی تکمیل انسانیت کے لیئے خدا کے ہاں ایک ضابطہ باندھا گیا تھا کہ انسانیت

پر کمال کا سورج اسی وقت طلوع ہوگا جب عورت برابر کی قوت سے مرد کی زندگی میں شامل ہو کر کام کرے گی اور جس طرح اس دنیا کا کوئی انسان مرد اور عورت کے ملاپ کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا اسی طرح اس دنیا کی کوئی بھی انسانی ترقی درجۂ کمال مرد اور عورت کے اتحادِ کامل کے بغیر نہ تو صحیح معنوں میں پیدا ہو سکے گی اور نہ کامیابی یقینی ہے۔

قدرت نے مرد اور عورت دونوں کو روزِ ازل سے زندگی کی گاڑی میں برابر کا درجہ دیا ہے اگر یہ دونوں اس کو برابر کھینچنے اور آگے بڑھانے کی کوشش کرتے تو کامیابی یقینی تھی مگر مرد نے اس رازِ عظیم کو نہ سمجھا وہ ہمیشہ سے اپنے شریکِ حیات کو مارنے اور گرانے کی کوشش میں مصروف رہا ہے مرد کے اس طرزِ عمل سے کیا کیا نتائج نکلے تاریخ کے اوراق ایسے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں جن سے مولوی مودودی یقیناً واقف ہیں

رہبرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے دورِ کمال کے بانی ہیں اس دعوئے عظیم کا ایک ثبوت یہ ہے کہ حضور نے مرد پر عورت کی اہمیت کا راز فاش کیا اور مساوات کی آواز بلند فرمائی، دنیا میں اس سے پہلے حق کی آواز کبھی بلند نہ ہوئی تھی۔

رحمتِ عالم سے پہلے عورت مرد کی غلام تھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے دنیا کے کسی ملک میں بھی عورت کا درجہ قیدی یا غلام سے زیادہ نہ تھا عورت مرد کی ملکیت سمجھی جاتی تھی، جب مرد مر جاتا تو اس کی عورتیں جائداد کی

ہی طرح اس کے وارثوں میں تقسیم کی جاتیں عرب میں معصوم لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا مرد کو اجازت تھی کہ وہ جتنی عورتوں سے چاہے شادی کرے جس عورت کو چاہے اپنے حلقہ ازدواج سے الگ کر دے مگر عورت خواہ کتنی ہی مصیبت میں ہو اس کو علیحدگی کا حق نہ تھا۔ عدالتی درباروں میں عورت کی شہادت نہ تھی، عورتوں کو مذہبی رسوم میں شرکت کا حق حاصل نہ تھا، چینیوں کا خیال تھا کہ عورت مورتی کو ہاتھ لگائے تو مورتی ناپاک ہو جاتی ہے یورپ میں عیسائیت کی بدولت عورت کا درجہ نہایت ہی زبوں تھا عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ حواؑ نے حضرت آدمؑ کو گناہ کی ترغیب دی اس لئے عورت روزِ ازل ہی سے مجرم ہے پولوس کا فتویٰ یہ ہے کہ "آدمؑ نہیں بہکا" بلکہ عورت بہک گئی، مشہور مسیحی پیشوا ٹرٹولین کے الفاظ یہ ہیں کہ:۔

"اے عورتو! کیا تم جانتی ہو کہ تم کون ہو تم حواؑ کی جانشین ہو اور تمہاری ہر بہن بلحاظ خصلت حواؑ ہی ہے تم میں حواؑ کا جرم موجود ہے اور تم شیطان کا دروازہ ہو۔ تم شریعت الٰہی سے روگردانی کرنے والوں کی پیشوا ہو تم نے خدا کی صورت کو برباد کر دیا ہے اور درختِ حیات کا راز فاش کر دیا ہے۔"

گناہوں کی ماں

جب مسیحی روایات نے فیصلہ کر دیا کہ عورت نے انسان کو بہشت سے نکلوایا تھا تو مسیحی دنیا نے بھی نتیجہ اخذ کیا کہ وہ کرۂ زمین پر گناہ اور معصیت

کا جس قدر بھی کہرام بپا ہے اس کی ذمہ دار عورت ہے تو عورت کو دنیا بھر
کے جرموں اور گناہوں کی ماں قرار دیا گیا یہاں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی
گئی کہ عورت دنیا اور آخرت کی ہر سعادت سے محروم رہے گی یہ اسی کا نتیجہ
ہے کہ یورپ میں بڑے بڑے عیسائی علماء اس بحث میں پڑ گئے کہ کیا عورت
مرد کی طرح انسان ہے یا نہیں ؟ کیا عورت مرد کی طرح دین حاصل کر سکتی
ہے یا نہیں ؟ کیا مرد کی طرح عورت کی عبادت درست ہے یا نہیں ؟ کیا
عورت مرد کی طرح جنت میں داخل ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ یہی مسائل تھے جن
کو حل کرنے کے لئے یورپ میں ایک اکاڈیمی قائم کی گئی جس نے تحقیق کے بعد
فیصلہ کیا کہ عورت نجس اور ناپاک حیوان ہے گیارھویں صدی عیسوی میں
ایک کلیسائی محکمہ کی طرف سے ایک قانون نافذ کیا گیا تھا یورپ کے مشہور
فلاسفر ہربرٹ سنپسر اپنی کتاب "علم وصف الاجتماع" میں ذکر کرتا ہے کہ
اس قانون کی رو سے خاوند کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اپنی عورت کسی دوسرے
شخص کو ادھار دے سکتا ہے اور ہبہ بھی کر سکتا ہے انگلستان میں عورتوں
کی تجارت بھی ہوتی تھی، بادشاہ ہنری ہشتم کے عہد حکومت میں برطانوی
پارلیمنٹ نے یہ قانون نافذ کیا تھا کہ عورتوں کو عہد نامہ جدید یعنی انجیل کے
پڑھنے سے حکماً روک دیا جائے یہ قانون اس عقیدہ پر مبنی تھا کہ عورت
ایک ناپاک حیوان ہے ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے مطالعہ سے کتاب مقدس
ہی کو آلودہ کر دے۔

عورتوں میں رسم حجاب نہ تھی۔ طلاق کے معاملہ میں مردوں کو مطلق العنانی

حاصل تھی، عورتوں کو نکاح ثانی کی اجازت نہ دیتے تھے تاکہ مرنے کے بعد ان کی جائیداد کے مالک بن سکیں۔ دو حقیقی بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا جائز تھا ہندوستان میں تو ظلم انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔

بھولا ہوا سبق

غرض کہ دنیا کے گوشے گوشے میں عورت پر ظلم ہو رہا تھا کہ رحمت حق جوش میں آئی اور رحمت للعالمین آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے انسانیت کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جو عورت کی عظمت اور اہمیت سمجھانے اور سمجھنے کے لئے حرف آخر کا درجہ رکھتا ہے۔

آپؐ کی بچپن کی زندگی میں صرف ماں کو شریک کیا گیا آپؐ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ آپؐ کی پیدائش سے پہلے انتقال فرما چکے تھے چھ سال تک اپنی دایہ حلیمہ سعدیہ کے گاؤں میں رہے جوان ہوئے تو سب سے بڑا سوال روزی کا تھا اس سلسلہ میں قدرت الٰہی نے ایک بیوہ کو اشتراک عمل کے لئے سامنے لا کھڑا کیا، پیغمبر اسلامؐ کی زندگی کی یہ تصویر نہایت ہی موثر کن ہے جس سے عورت کا درجہ اور عورت و مرد کے اشتراک عمل کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے پیغمبرؐ اسلام کی عمر پچیس سال ہو گئی شادی کا زمانہ آگیا حضرت خدیجہؓ نے جن کی عمر چالیس سال تھی اور تین بچوں کی ماں اور دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھیں، خود ہی رحمت عالمؐ کو پیغام بھیجا اور شادی ہو گئی جب غار حرا میں جبریلؑ سامنے آئے اور کہنے لگے خدا نے آپؐ کو اپنا پیغمبر مقرر کیا

ہے آپؐ اصلاح عالم اور فرائض نبوت کا خیال کر کے خوفزدہ حالت میں گھر تشریف لے گئے اور حضرت خدیجہ رضؓ سے تمام واقعہ بیان کیا آپؓنے اس بات کے سنتے ہی ایمان لے آئیں اور بولیں کہ آپؐ فکر نہ فرمائیں خدا آپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا اس کے بعد آنحضرت صلعم نے خدا کے پیغام کی منادی شروع کر دی، مخالفوں کی بوچھاڑ ہونے لگی اس دور غم میں خدا کے بعد صرف حضرت خدیجہؓ کی غمخواری آپؐ کے لیئے طمانیت قلب ثابت ہوئی ان واقعات کی مدد سے عورت کا مقام ظاہر ہے کہ دین اسلام میں وہ سب سے پہلی مومنہ اور نبوت کی سب سے پہلی مشیر ہے۔

نازک ترین

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! میری نصیحت قبول کرو تم اپنی عورت سے نرم برتاؤ کرنا وہ پسلی کی ہڈی سے پیدا ہوئی ہے اگر اسے زور سے سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی اگر اپنے حال پر آزاد چھوڑ دو گے تو اس کا ٹیڑھا پن دور نہ ہوگا، بس میری نصیحت قبول کرو اور عورتوں کے متعلق نرم پالیسی سے کام لیتے رہو۔"

ایک قافلے میں اونٹوں پر عورتیں سوار تھیں۔ شتربانوں نے اونٹوں کو تیز چلادیا حضور علیہ السلام کو صنف نازک کا خیال آگیا، فرمایا اونٹوں کو تیز چلاتے ہو کہیں کانچ کے شیشے نہ توڑ دینا اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ پیغمبرؐ اسلام کی نگاہ میں عورت ایک بلور کا برتن ہے

انہیں ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

ایک جگہ آنحضرت صلعم نے فرمایا دنیا چند روزہ ہے اور دنیا کی دولتوں میں سے کوئی دولت نیک عورت سے بہتر نہیں ہے آپ صلعم نے فرمایا خوف خدا کے بعد ایمان دار آدمی کے لئے سب سے بڑا چشمۂ فیض نیک عورت ہے اس سے ظاہر ہے کہ بہترین عبادتوں کے بعد ہی نیک بیویوں سے برکات کی حد شروع ہو جاتی ہے۔

عورت اپنے خاوند کے گھر پر حاکم ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر پر"۔ مولوی مودودی آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ یہ نہیں فرمایا گیا کہ "عورت حاکم ہے مردوں پر"۔ آپ نے تاکید فرمائی کہ جو خود کھاتے اور پہنتے ہو وہی عورت کو کھلاؤ اور پہناؤ بطور حق کے عورت کی صورت اور سیرت میں عیب نہ نکالو، الزام نہ لگاؤ بدگمانی نہ کرو تہمت نہ باندھو عورت کو مکان سے مت نکالو اور نہ خود مکان سے نکل جاؤ۔

مرد کی ذمہ داری

رحمتہ للعالمین پیغمبر اسلام کا سب سے اہم خطبہ حجتہ الوداع کا خطبہ ہے یہ آپ کے آخری حج کا خطبہ ہے جس میں ایک لاکھ ۲۴ ہزار مسلمانوں کے سامنے حضور صلعم نے اپنی آخری ہدایات کا اعلان فرمایا۔ دوران خطبہ آپ صلعم نے ارشاد فرمایا:-

"مسلمانو! اپنی عورتوں کے متعلق اپنے خدا سے ڈرتے رہنا اور اس بات کو ہر وقت مدنظر رکھنا کہ تم نے خدا کے

زمام پیران کی ذمہ داری قبول کی ہے اور خدا کے کلام سے
ان کے جسموں کو اپنے لئے حلال کیا ہے"

رحمۃ للعالمین جو قانون لے کر آئے اس نے عورت کی زندگی اور فردیت
کی ایک ایک چیز کو لیا ہے اور اس پر بھرپور روشنی ڈالی ہے مثلاً عورت
کا مقصد حیات، عورت کا اصل مقام، پیدائش، عبادت، پردہ، زینت
نکاح، طلاق، وراثت، تعداد ازدواج وغیرہ، تحریر طول پکڑتی جارہی
ہے حیران ہوں کہ قرآن کے آفتاب ہدایت کی کرنوں کو جو اس نے عورت کے
چہرہ پر ڈالی ہیں کس طرح بیان کروں تاکہ مولوی مودودی اور اس کے حواریوں
کی عقل درست ہو سکے۔

دل کا چین عورت

عورت کے متعلق قرآن کا سب سے زیادہ لطیف ریمارک یہ ہے کہ
وہ قدرت الہٰی کا ایک ٹکڑا ہے اور ایک ایسی دلیل ہے جس پر غور کرنے
سے خدا کی طرف راستہ کھل جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے :-

"اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان یہ ہے کہ اس نے
تم میں سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے
دل کا چین حاصل کرلو پھر اس نے تم دونوں میں رحمت اور
محبت کے جذبات بھی ابھار دیئے اس حقیقت میں ان
لوگوں کے لئے جو غور کریں قدرت الہٰی کے نشانات

موجود ہیں "

عورت اور مرد کی زندگی کی صحیح تعبیر کے متعلق قرآن مجید فرقان حمید کی سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

" عورت مرد کا لباس ہے اور مرد عورت کا لباس "

قرآن حکیم کا یہ جملہ علم و حقیقت کی ایک کائنات ہے۔

نفس واحد

عیسائیت نے کہا تھا کہ "شیطان نے عورت کو بہکایا اور عورت شیطان کا سفیر بن کر آدم[ع] کو جنت سے نکلوانے کا باعث بن گئی لیکن عورت کے محسن اعظم[ص] کے الہام نے یہ داغ بھی عورت کے چہرہ سے دھو ڈالا قرآن نے کہا "شیطان نے دونوں کو بہکایا تھا عورت کے متعلق یہ بحث بھی چلی تھی کہ وہ انسان بھی ہے یا نہیں؟ قرآن نے اس کا جواب یہ دیا کہ "مرد اور عورت ایک نفس واحد سے پیدا کئے گئے" یہ بھی بحث تھی کہ "کیا عورت عبادت کر سکتی ہے؟ کیا وہ بہشت میں داخل ہو سکتی ہے؟ قرآن حکیم نے اس کا جواب یہ دیا کہ "جو بھی شخص نیک عمل کرے وہ مرد ہو یا عورت اگر وہ صاحب ایمان ہے تو اسے اچھی زندگی اور اچھا بدلہ دیا جائے گا "

قرآن اور احادیث میں عورت کو حق دیا گیا کہ وہ نکاح کے وقت ایک رقم بطور حق مہر مقرر کرائے عورت جس وقت بھی طلب کرے گی مرد پر اس کی ادائیگی قانوناً اور شرعاً لازمی ہوگی۔ عورت کو حق دیا گیا ہے کہ وہ مالدار بھی ہو تو اس کی تمام جائز ضروریات کے لئے خرچ بہم پہنچانا مرد پہ لازم ہے گھر

کی ضروریات ، اولاد کی تعلیم وتربیت ، والدین ، خاوند اور دوسرے اقربا ، جو جائیداد چھوڑ جائیں اس میں دوسرے حق داروں کی طرح عورتوں کا حصہ قرآن نے مقرر کیا ۔ عورت کو حق دیا گیا وہ مرد سے علیحدہ جائیداد رکھ سکتی ہے اور ماں کو اپنی اولاد کا ولی بننے کا حق بھی دیا گیا

مخالفین اسلام اور ناداں و بے علم مسلمان اپنی بے خبری کے باعث تعداد ازدواج کے مسائل پر بہت کچھ طعن کرتے رہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ اسلام نے خاص حالات اور ضروریات کا لحاظ کر کے مرد کو چار تک عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دی ہے لیکن اس میں ایک بڑی شرط یہ لگا دی کہ :-

"اگر یہ خوف ہو کہ تم عورتوں میں عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی عورت سے نکاح کرو"

پھر دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ :-

"تم خواہ کتنا ہی چاہو کہ بیویوں میں انصاف کرو گے یہ تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا"

ان دونوں احکامات خداوندی کے صاف معنی یہ ہیں کہ عام حالات میں ایک مرد کو ایک ہی عورت سے شادی کرنا چاہیئے ۔

عورت کی آبرو

اسلام نے عورت کی آبرو کو بہت ہی اونچی جگہ عطا کی ہے اور ہر ممکن طریقے سے یہ کوشش کی ہے کہ عورت کے اخلاق کی معصومیت اور

جوہر عفت کی نزاکت کسی قیمت پر بھی بازار کی کثیف ہوا اور میلی نگاہ کے زیر بار نہ ہو یہی مقصد حاصل کرنے کے لئے حکم ہوا کہ:

"مرد اور عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی خواہشات کی حفاظت کریں عورتیں اپنی زینتوں کو چھپائیں ایسا باریک لباس نہ پہنیں جس سے جسم یا زینت کی بے پردگی ہو گفتگو رفتار، عزت و غیرت اور حیا داری کا لحاظ رکھیں خاص طور پر نامحرموں کے سامنے بلا ضرورت باہر نہ جائیں چادر یا اوڑھنی سے اپنی زینتوں کو بے پردہ نہ ہونے دیں۔

مرد کو سجدہ

چند الفاظ میں یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ عورتوں پر مردوں کے کیا کیا حقوق ہیں؟ ابن ماجہؓ کی روایت ہے کہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ مرد کو سجدہ کرے۔"

دوسری حدیث میں ہے کہ:

"اگر مرد عورت کو حکم دے کہ وہ لال پہاڑ کے پتھر سیاہ پہاڑ پر لے جائے اور سیاہ پہاڑ کے پتھر لال پہاڑ پر لے جائے تو یہ ایک صحیح مثال ہے۔"

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔

"اگر کوئی عورت اپنے خاوند کو خوش چھوڑ کر گزر جائے تو وہ
بہشت میں داخل ہوگی۔"

حضرت خاتون جنت کو نصیحت

ایک دفعہ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرہ دختر رسول اللہ علیہ وسلم اپنے
شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ناراض ہو کر آنحضرت صلعم کے پاس آگئیں
آپؐ نے دریافت حال کے بعد فرمایا :۔

"اے بیٹی تمہیں مناسب ہے کہ علیؓ کے گھر چلی جاؤ اور ان سے
معافی طلب کرو خدا کی قسم اگر تم اسی وقت مر جاؤ جب کہ
علیؓ تم سے ناراض ہیں تو میں کبھی تمہارا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔"

اس کے بعد آنحضرت صلعم نے بڑی نرمی سے سمجھایا کہ گھر میں رنجیدگی
بھی پیدا ہو سکتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ مرد ہر ایک کام عورت ہی
کی منشاء کے مطابق کرے ان ارشادات کا یہ اثر ہوا کہ حضرت فاطمہؓ طاہرہ خاتون
جنت اسی وقت اٹھ کر اپنے گھر چلی گئیں ۔

آج کی دختران اور ہمشیرگان

ہندوستان اور پاکستان کی بعض خواتین ادنیٰ و اعلیٰ جو اپنے محسن اعظم
کی نافرمان ہیں کلکتہ سے پشاور تک ایسی موجود ہیں جنہوں نے اپنی ضد نخوت
کی وجہ سے اپنے سرتاجوں کو معمولی باتوں کی وجہ سے ناراض کر کے اچھے بھلے
گھروں کو تباہ کر دیا اور اپنی تمام زندگی میں حقیقی مسرتوں سے محروم ہو
گئیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں فطرت الہیہ کے قطعی خلاف یہ جذبہ پیدا ہو

گیا تھا کہ :-

"ہم مردوں پر حاکم ہیں"

کاش عورت اپنے مقام کو نہ بھولتی اور اپنے رب اور محسن اعظم کے احسانات نہ بھولتی جنہوں نے مرد اور عورت کو پیدائش میں عبادت اور عزت واحترام میں برابر کی جگہ دی ہے لیکن عورت کو مرد پہ حاکم نہیں بنایا

شرعِ محمدی اور ملکہ بلقیس

مولوی مودودی نے عورت کی سربراہی کے ضمن میں ملکہ سبا کی مثال دے کر مسلمان مردوں اور عورتوں کی گمراہی کے خطرناک اسباب پیدا کر دیئے ہیں اگر وہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی مثال پیش کرتے تو وہ موثر ہوتی تخلیق کائنات سے رحمت عالم کے وقت تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے جن میں ایک حضرت سلیمانؑ بھی تھے آنحضرت صلعم اور حضرت سلیمانؑ کا درمیانی وقفہ ہزاروں سال کا ہوگا اس عرصہ دراز میں کتنے پیغمبر آئے اور کتنی شریعتیں تبدیل ہوئیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے جس قدر حضور سے پہلے پیغمبر آئے ہیں سب کی امتوں کے لئے اللہ تعالےٰ کے احکام بھی جدا جدا تھے اور ان کی امتوں پر نافرمانی کی پاداش میں دنیا ہی میں عبرتناک عذاب نازل ہوئے اس کے علاوہ من وسلویٰ بھی اترا ، مولانا مودودی کو حضرت سلیمان کے ہدہد سے سبق لینا چاہیئے جس نے حاضر ہو کر ملکہ سبا سے متعلق رپورٹ دیتے وقت اہل سبا پہ ایک عورت کی حکمرانی پر تعجب کا اظہار کیا ۔

اضطرار اور اکراہ کی آڑ

مولانا مودودی اور ان کی جماعت نے ایک تو دلیل دی کہ اضطراری
حالت یعنی شدید ضرورت کے وقت عورت سربراہ مملکت ہو سکتی ہے
لیکن اس پر بحث ہو چکی ہے کہ یہ گروہ حقیقت کو چھپا کر محترمہ کو برسر اقتدار
لانے پر تلا ہوا ہے جو اس سلسلہ میں یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ملکہ سبا جب حضرت
سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائیں تو اس وقت حضرت سلیمان
پر وحی نہیں اتری کہ عورت کا بادشاہ رہنا ٹھیک نہیں ہے اگر ان کی یہ
دلیل عورت کی بادشاہی پر صحیح اتری تھی تو پھر اضطرار اور اکراہ کی آڑ میں
پناہ لینے کی ضرورت پڑ گئی تھی پھر تو اس دلیل پر جم کر یہ کہنا چاہیئے تھا کہ جس
طرح سبا والوں نے ملکہ سبا یعنی بلقیس کو اپنی ملکہ بنا لیا تھا اسی طرح ہم محترمہ
فاطمہ جناح کو اپنی ملکہ بنا رہے ہیں ہمیں کون روک سکتا ہے مولانا اور ان
کی جماعت جو اپنے پہلے موقف کے لئے سند کے طور پر فرمان رسول پیش کرتی
رہی ہے لیکن اب اس نے موقف صاف بدل لیا ہے گویا اس کا یہ مطلب
ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمادیا کہ "عورت امیر بنانے والی قوم تباہ ہو
جائے گی" لیکن جماعت مودودی اور ان کے امیر کا دعویٰ یہ ہے کہ:

"ہم ثابت کر کے دکھائیں گے کہ ایسا نہیں ہوگا"

ملکہ سبا حضرت سلیمان کے دربار میں

یہ مانا کہ حضرت سلیمانؑ پر ملکہ سبا کی بادشاہت کے بارے میں کوئی وحی
نہیں اتری لیکن رسول اللہ پیغمبر اسلام پہ تو عورت کی امارت کی حرمت

کی وحی آئی اور اس حرمت پر سب سے زیادہ زور دینے والے یہی لوگ تھے تو حضرت سلیمان کی شریعت رسول اللہ کی شریعت کی ناسخ ہے یا رسول اللہ کی شریعت حضرت سلیمانؑ کی شریعت کی ؟ یہ لوگ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ حضرت سلیمان ؑ نے ملکہ سبا کا تخت و تاج سب اپنے دربار میں منگوا لیا تھا اور خود ان کو بھی اپنے دربار میں سرفاں بردارانہ حاضر ہونے کا حکم دیا اور انہوں نے ان کے حکم کی تعمیل کی تھی اس کے بعد کیا ہوا قرآن حکیم اس بارے میں خاموش ہے کیا یہ معلوم کرنے کی جسارت کی جا سکتی ہے ، کہ مولانا مودودی آنحضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقلد ہیں یا حضرت سلیمانؑ کے اور اگر ایسا نہیں تو پھر صدر ایوب اور ان کی حکومت کے ساتھ مولانا مودودی اور ان کی جماعت کی رنجش کتاب و سنت اور ان کے اپنے فتوے پر اثر انداز نہیں ہونی چاہیے مولانا کی خدمت میں بصد احترام یہ عرض ہے کہ الیکشن سے پہلے جو فتوے آپ نے شریعت محمدی کے مطابق دیا تھا اس میں کیا قباحت تھی کہ آپ کو سلیمانی شریعت کے مطابق فتوے صادر کرنے پڑ رہے ہیں کیا آپ کے لئے رحمت عالم محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ ـــــ کا وہ فرمان والا شان کافی نہیں رہا جس میں عورت کے محسن اعظم نے عورت کی فطری کمزوری نزاکت کے باعث جو اپنے تحفظ کے لئے شروع سے آخرت تک مرد کی رہین منت ہے جو کروڑوں انسان کی محافظ نہیں ہو سکتی وہ شاہین کی نظر اور چیتے کا جگر کہاں سے پیدا کر سکتی ہے کہ دشمنوں کا مقابلہ کر سکے ، فرمادیا کہ :-

"وہ قوم ہرگز ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنی مملکت کی سربراہ کسی عورت کو کیا ہو!"

عورت کے نام کا خطبہ

لہذا یہی وجہ ہے کہ نبوت و امامت پر کبھی عورت فائز نہیں ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی حکومت میں آج تک کسی عورت کے نام کا خطبہ نہیں پڑھا گیا اور نہ کسی عورت کو کبھی حکومت کے قابل سمجھا گیا اسلام اصولاً مخلوط سوسائٹی کا مخالف ہے اور کوئی ایسا نظام پسند نہیں کرتا کہ عورتوں اور مردوں کی مخلوط سوسائٹی ہو مرد کے دائرہ عمل میں آکر عورتیں کبھی مردوں کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتیں ان کاموں کے لیے جن اخلاقی اور ذہنی اوصاف کی ضرورت ہے وہ دراصل مردوں میں پیدا کئے گئے ہیں عورت اپنے محسن اعظم کے عظیم احسانات کو بھول کر جب نافرمانی پر آکر مصنوعی طور پر مرد بن کر کم و بیش ان اوصاف کو اپنے اندر ابھارنے کی کوشش کرے بھی تو اس کا دہرا نقصان خود اس کو اور معاشرہ کو بھی ہوتا ہے اس کا اپنا نقصان تو یہ ہے کہ وہ نہ پوری عورت رہتی ہے نہ پوری مرد بن سکتی اور اپنے اصل دائرہ عمل میں جس کے لیے وہ فطرۃ پیدا کی گئی ہے ناکام رہ جاتی ہے

مسلمان اپنا اصل مقام کھو چکے ہیں

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ اسلامی زندگی انسانیت کے مسائل کا حل ہے کیونکہ یہ ایک نتیجہ خیز زندگی ہے مسلمان اگر آج اپنا اصل مقام کھو چکے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اسلام کے راستہ سے بھٹک چکے

ہیں اسلام پاکستان کی اساس ہے اس لئے اسلامی اصولوں کے نفاذ سے ہی قیام پاکستان کا مقصد پورا ہو سکتا ہے

خدا ہی جانتا ہے کہ پاکستان میں کیا ہنگامہ برپا ہو گیا ہے

خدا ہی جانتا ہے کہ پاکستان میں کیا ہنگامہ برپا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے امیر جماعت مودودی نے قرآن و حدیث کو سیاسی مقاصد کی خاطر استعمال کرنا شروع کر دیا ہے گذشتہ سطور میں لکھا جا چکا ہے کہ ۱۹۵۱ء میں پاکستان کے تمام فرقوں کے ۳۱ ممتاز علماء نے کراچی کے اجلاس میں فتویٰ دیا تھا کہ عورت صدر مملکت نہیں ہو سکتی۔ ان علماء میں مولانا مودودی اور مفتی محمد شفیع بھی شامل تھے اور انہوں نے اس فتویٰ پر دستخط کئے تھے لیکن آج وہ بڑی سرگرمی سے محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کر رہے ہیں یہ لوگ بعض مفتیان دین کے فتوے بھی اپنے ووٹروں کو سناتے پھرتے ہیں جہاں تک معلومات کا تعلق ہے حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے کہیں بھی ایسی بات نہیں لکھی ہے جس کا حوالہ دے رہے ہیں دوسرا فتویٰ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نام سے پیش کیا گیا ہے یہ فتویٰ بھی قطع نظر اس سے کہ موجودہ صورت حال سے غیر متعلق ہے گمان یہ ہے کہ یہ کسی دوسرے شخص کا ہے جو ان کے نام سے منسوب کر دیا گیا ہے اور اسی فتوے کی بنیاد پر مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی کوئی فتوے دیا ہے ایک فتویٰ یہ پیش کیا جا رہا ہے کہ عورت کی امامت اگرچہ آثار قیامت میں سے ہے لیکن اس صورت میں اس کا امیر بنانا جائز ہے جب کہ اس

کو امیر بنانے میں دین کا فائدہ یقینی ہو اور وہ پردے میں رہے کوئی ان متحدہ حزب اختلاف والوں سے دریافت کرے کہ عورت کے محسن اعظم کی حدیث اور تمہارے اس فتوے کی رو سے محترمہ فاطمہ جناح کی صدارت کا آثار قیامت میں ہونا تو یقینی ہو گیا لیکن کیا ان کی صدارت میں دین کا نفع بھی یقینی ہے؟ کیا مولانا مودودی کی کتاب پردہ کے مطابق محترمہ پردہ نشین ہیں۔ کیا ان کی صدارت سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ ملک میں بے حجابی و بے پردگی ختم ہو جائے گی؟

عائلی قوانین اور محترمہ فاطمہ جناح

دنیا بھر کے علماء اور مشائخ نے فتویٰ دیا ہے کہ "عورت کسی طرح بھی صدر مملکت نہیں بن سکتی"۔ لیکن متحدہ حزب مخالف کے افراد کہتے ہیں کہ محترمہ کی حمایت کا فتویٰ قرآن کی تحریف ہے تو کیا صدر ایوب نے عائلی قوانین نافذ کر کے قرآن کی تحریف نہیں کی! پھر اگر محترمہ فاطمہ جناح کی صدارت ناجائز ہے تو صدر ایوب کی صدارت کیسے جائز ہو سکتی ہے! کیا یہ لوگ بتا سکتے ہیں کہ محترمہ عائلی قوانین کے حق میں ہیں یا ان کے خلاف! جو دفعہ انہوں نے اسلام کے ونکاتی پروگرام میں عوام کو بیوقوف بنانے کے لئے شامل کی ہے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ یہ تمام لوگ اپنے پروگرام سے اسے خارج کرنے کے متمنی ہیں۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ صدر ایوب متعدد بار کہہ چکے ہیں

کہ :

اسلام کی روح کے منافی تمام قانون منسوخ ہوں گے

"یہ قوانین ایک کمیشن کی سفارشات کے بعد مرتب کئے گئے جو سابقہ حکومت نے قائم کیا تھا یہ خدا کا فرمان، فتویٰ یا ایسا قانون نہیں جسے اسمبلی تبدیل نہ کر سکے ان قوانین میں آپ کے نمائندے ترمیم کر سکتے ہیں بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ صرف ان قوانین کی بات کیوں کرتے ہیں، سارے قانون شریعت کے مطابق ہونے چاہیئں اس مقصد کے لئے قومی اسمبلی جو اقدام کرے میں اس پر دستخط کرنے کو تیار ہوں بلکہ میں اس قسم کے قوانین کی منظوری کے لئے پہلے سے سادہ کاغذ پر دستخط کر دینے کو تیار ہوں"

حال ہی میں صدر ایوب نے کہا ہے کہ :-

حکومت نے موجودہ قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے کے سلسلے میں سفارشات پیش کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کر دی ہے اور اسلام کی روح کے منافی تمام قوانین منسوخ کر دیئے جائیں گے"

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا تحریف کا توڑ تحریف ہی سے ہو سکتا ہے حزب اختلاف کو تو اب یہ اعلان کر دینا چاہیئے کہ ہم باطل کے مقابلہ میں حق کے استعمال کا تجربہ برسوں کر چکے ہیں اس سے اب تک کچھ نہیں بن سکا اس لئے اب ہم ہر اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے کیونکہ

یہ زمانہ نیکی کا نہیں رہا۔ انبیاء علیہ السلام کے اسوہ میں اس کی نظیر ملے یا نہ ملے کوئی غم نہیں جب قرآن اور حدیث شریف کی حرمت ابدی نہیں تو اسوہ انبیاء سے کیا تعلق ہے؟ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ متحدہ محاذ اور محترمہ فاطمہ جناح کی کامیابی میں جماعت اسلامی کی موعود "آسمانی بادشاہت" کا راز پوشیدہ ہے جس کی وہ ربع صدی سے منادی کر رہی ہے متحدہ محاذ کے سربر آوردہ حضرات جو کچھ چاہیں وہ کریں لیکن اسلام کی طرف وہ باتیں منسوب نہ کریں جن سے خدا کی کتاب اور اس کے رسول صلعم کی سنت اور خود مولانا مودودی کی گذشتہ تقاریر اور تصانیف صاف انکار کر رہی ہیں

حضرت امام احمد بن حنبل اور امام ابن تیمیہ کا فتویٰ

حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت امام ابن تیمیہؒ جیسے امام الاتقیا کا فتویٰ ہے کہ اگر امیر کے انتخاب کا سوال درپیش ہو اور ایک طرف دیندار شخص ہو لیکن اسے انتظام ملک کا تجربہ نہ ہو اور دوسری طرف ایک ایسا مسلمان ہو جو زیادہ دیندار تو نہ ہو لیکن اسے انتظام ملک کا تجربہ ہو تو ترجیح اس کم دیندار اور زیادہ تجربہ کار کو دی جائے گی" اب ہر شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ ایک طرف تو ایسا بہادر، صاحب عزم صاحب تدبیر و سیاست زعیم اور مرد مجاہد ہے جس کے سینہ میں قوم و وطن کی سربلندی کا جذبہ موجزن ہے اور دوسری طرف محترمہ فاطمہ جناح ہیں جن کی عمر تقریباً ۷۵ برس ہو گئی ہے جنہوں نے اتنی عمر میں نہ دین کا کوئی تجربہ کیا نہ دنیا کا۔

فسق سے فسق کی کیسے اصلاح ہو سکتی ہے؟

متحدہ حزب مخالف یہ کہتا ہے کہ صدر ایوب کی حکومت میں فسق و فجور ہے اور محترمہ اس کی اصلاح کریں گی۔ کیا شریعت کی رو سے محترمہ کی صدارت بجائے خود ایک فسق و معصیت نہیں ہے؟ فسق سے فسق کی کیسے اصلاح ہو سکتی ہے؟ لائل پور کے جلسہ میں مولانا مودودی نے کہا تھا کہ اگرچہ شریعت اسلام کے مطابق کوئی عورت سربراہ مملکت نہیں بن سکتی لیکن چونکہ محترمہ فاطمہ جناح کے مقابلے میں ایک ہی مرد ہے اس مرد میں بہت سی خرابیاں ہیں اس لئے ہمیں محترمہ فاطمہ جناح کو ہی کامیاب بنانا چاہیئے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایک طرف حلال جانور ہو، اور دوسری طرف ایک حرام جانور۔ حلال جانور ضعیف ہے اور اس میں متعدد خامیاں موجود ہیں لیکن حرام جانور توانا ہو تو مولانا حلال جانور کی کمزوری اور حرام جانور کی توانائی میں موازنہ کر کے حرمت اور حلت کا کیا فتویٰ دیں گے۔

دین سے کوسوں دور

متحدہ محاذ یہ بھی کہتا ہے کہ صدر محمد ایوب خان دین سے ہٹے ہوئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اگر صدر ایوب دین سے ایک قدم دور ہیں تو محترمہ فاطمہ جناح کوسوں دور ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صدر ایوب خاں میں مرد ہونے کے سوا قطعاً کوئی خوبی نہیں ہے اور محترمہ فاطمہ جناح میں عورت ہونے کے سوا کوئی عیب نہیں، عورت کے محسن اعظم

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔

"اگر تمہارے اوپر ایک نکٹا حبشی بھی امیر بن جائے
تو اس کی اطاعت کرنا"

مگر یہ نہیں فرمایا کہ اگر ایک عورت بھی تمہاری امیر بن جائے تو اس کی اطاعت کرنا صدر محترم کا اس درجے کا مرد ہونا کہ متحدہ محاذ کا کوئی مرد ان کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی جرأت نہ کر سکا کیا یہ ایک ایسا وصف نہیں جو صدارت کے لیے استحقاق کی اعلیٰ دلیل ہے اب رہیں محترمہ فاطمہ جناح تو ان کی ذات کو اگر بے عیب بھی مان لیں تو ان میں صدارت کا اہل ثابت کرنے کے لیے کونسا عجیب و غریب ہنر موجود ہے جو صدر ایوب خاں میں نہیں۔

محترمہ اپنے گھر میں اور باہر

محترمہ فاطمہ جناح جو اپنے گھر کی محدود بادشاہت میں اپنے خدام کے دلوں پر تند خوئی اور طبیعت کی انتہائی تیزی کے باعث قبضہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں وہ اتنے بڑے وسیع ملک پر جہاں مختلف خیالات اور عقائد کے لوگ بستے ہیں کس طرح حکمرانی کر سکتی ہیں کیونکہ کوئی حقیر سے حقیر باغیرت انسان ایسی باتیں برداشت نہیں کر سکتا جو اپنے ملازمین سے تیزی میں آ کر کہہ جاتی ہیں۔ قائد اعظم رح کو اللہ میاں نے جو وسیع القلبی عطا فرمائی تھی وہ انہی کا حصہ تھا کوئی ان کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے قریب حلقے کے واقف کار لوگ تو عرصہ سے محترمہ کی اس کمزوری کو جانتے

ہیں لیکن موجودہ متحدہ حزب مخالف کے افراد بھی اس بات کی وجہ سے پریشانی میں یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ یہ بیل کیسے مونڈھے چڑھے گی۔

محترمہ کا چڑچڑاپن اور اس کا اثر

جس کا تازہ ثبوت ضلع جہلم کی کونسل مسلم لیگ کے نائب صدر حاجی محمد اکرم کے اس بیان سے جو انہوں نے ۱۱ر دسمبر کو دیا ہے کہ راولپنڈی کے تعارفی جلسے کے بعد وہ کونسل لیگ سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

" بنیادی جمہوریت کے رکن کی حیثیت سے میں صدارتی امیدوار کے تعارفی جلسے میں شریک ہوا تھا اس جلسے میں دونوں امیدواروں کا جو طرز عمل سامنے آیا ہے وہ اس حقیقت کو آشکار کرنے کے لئے کافی ہے کہ محترمہ فاطمہ جناح صدارت کے عہدہ کے لئے ہرگز موزوں نہیں ہیں دنیائے سیاست میں ان لوگوں کی کوئی جگہ نہیں جو بات بات پر ضبط کا دامن چھوڑ کر چڑچڑے پن کا مظاہرہ کرنے پر اتر آئیں اس خارزار میں لوگ تعریف بھی کرتے ہیں اور احتساب بھی اگر محترمہ کو صدارت کے منصب پر فائز ہونے کا موقعہ دیا گیا تو وہ قومی اور بین الاقوامی مسائل کو سلجھانے کے بجائے الجھا کر رکھ دیں گی اور عداوتوں کو کم کرنے کے بجائے انہیں اور بھڑکا دیں گی۔

صدر ایوب بہتر رہنما ہیں

ان کے برعکس صدر محمد ایوب خان نے جس وثوق اور جرأت سے بنیادی جمہوریتوں کے اراکین سے خطاب کیا اور جس خندہ پیشانی سے ان کے متعدد اور متنوع سوالات کا جواب دیا اس سے متاثر ہونا فطری تھا صدر محمد ایوب کی تقریر کے آئینے میں جھانکا جہاں ملک کے درد سے معمور دل جھلکتا تھا وہاں اس ملک کو پیش آنے والے مسائل سے نبٹنے کی صلاحیت رکھنے والے ذہن کی تصویر بھی ابھرتی تھی، میں اس صورت حال کے بعد اپنے آپ کو اخلاقی طور پر مجبور پاتا ہوں کہ اپنے حلقہ اثر میں صدر ایوب خان کی حمایت کے لیئے کوشش کروں کیونکہ ملکی تاریخ کے اس نازک موڑ پر ہمارے پاس وہی سب سے بہتر رہنما ہیں جن کی قیادت پر پوری قوم بھروسہ کر سکتی ہے۔"

صدر ایوب کا ہمہ گیر پروگرام

صدر مملکت محمد ایوب خاں سے چاہے کسی حلقہ فکر کے فرد کو کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو اسے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ ایک واضح پروگرام اور غیر مبہم مقاصد رکھتے ہیں حکومت کی ذمہ داریوں اور فرائض سے پوری طرح آگاہ ہیں ملکی اور بین الاقوامی مسائل اور معاملات

سے باخبر ہیں اور ان کے متعلق اپنی ایک رائے رکھتے ہیں اور اپنے نظریئے کی تائید میں دلائل پیش کر سکتے ہیں ادغاع کے تقاضے سمجھتے ہیں اور پورے کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں ان کے سامنے قومی مستقبل کا ایک واضح تصور ہے اور اسے حقیقت کا جامہ پہنانے کے وسائل اور طریقہ کار جانتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ گذشتہ چھ سال سے ان کی حکومت جو اصلاح و ترقی کے ہمہ گیر پروگرام پر عمل پیرا ہے اس ضمن میں انہوں نے کئی ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں جن پر کوئی بھی حکمران فخر کر سکتا ہے غرض کہ ان کی حکومت کا کردار معین کیا جا سکتا ہے اور فیصلہ کرنا آسان ہے کہ اگر وہ منتخب ہو گئے تو موجودہ حکومت نے قومی ترقی کے کثیر التعداد منصوبے جو بنائے ہیں جن میں کچھ تکمیل کے مراحل طے کر چکے ہیں اور کچھ زیر تعمیر ہیں پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں گے عوام اپنے سود و زیاں کو سمجھنے کی کوشش کریں، حزب اختلاف کی صدارتی امیدوار کے متعلق یہ بات نہیں کہی جا سکتی ان کا پروگرام اگر کوئی ہے تو ایک سربستہ راز ہے ان کی انتخابی مہم میں اس کا کہیں سراغ نہیں ملتا کہیں ہمہ گیر پروگرام کا ذکر نہیں آتا دنیا منتظر تھی کہ تعارفی جلسوں میں محترمہ دو ٹوک بات کریں گی اور اپنا واضح پروگرام اور مقاصد بیان کر کے مخالف و موافق دونوں کو سنجیدگی سے سوچنے کا موقعہ دیں گی ان کی تمام تقاریر اور بیانات ان کی ابتدائی دو تین تقاریر کی ہی صدائے بازگشت تھیں جن میں کہیں کہیں الزامات اور اصطلاحات میں رد و بدل ہوتا رہا

صدر ایوب نے امریکہ جیسے دوست کو کھو دیا۔

محترمہ نے خارجہ پالیسی پر ایک جگہ تبصرہ کیا اور پھر اس کی بھی تردید یا وضاحت کر دی جو خود وضاحت طلب ہے نقص نکالا تو صرف یہ کہ صدر ایوب نے امریکہ جیسے دوست کو کھو دیا ہے لیکن یہ نسخہ بتانے کی زحمت گوارہ نہ فرمائی کہ امریکہ کی ہند نوازی پالیسی کے پیش نظر اس سے کس طرح نباہ کریں گی۔

ایمان بالغیب

وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے انتخابی دورے میں خارجہ پالیسی کے بارے میں بہت کم بیان دیئے ہیں اور پچھلے ۱۶ سال میں بھی اس مسئلہ پر کوئی بیان نہیں دیا اور نہ ہی خارجہ پالیسی کے بارے میں کوئی وعدے وعید کئے ہیں

سیاست کے میدان میں ایمان بالغیب کا مطالبہ کرنا اندھی بہری آمریت کا راستہ کھولنے کے مترادف ہے عجیب بات ہے کہ محترمہ قومی مسائل کے بارے میں مسلسل یہی کہے جا رہی ہیں کہ مجھے برسر اقتدار آ لینے دو میں سارے معاملات عوام کی مرضی کے مطابق طے کروں گی یہ طریق درست نہیں کیونکہ وہ مادر ملت کے عہدے کا نہیں بلکہ صدر مملکت کے عہدے کا الیکشن لڑ رہی ہیں، جب کوئی ان سے یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ قطعی بات کہیں تو وہ ایک محترم بزرگ ماں کی طرح یہ کہہ کر اس کو خاموش کر دیتی ہیں کہ میں سب باتیں جانتی ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ محترمہ آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد نہ کسی سیاسی جماعت کی عہدیدار

رہیں اور نہ انہوں نے کبھی فعال سیاست میں حصہ لیا وہ قائد اعظم رح
کے ساتھ اجتماعات میں شریک ہوتی تھیں اور دوروں پر بھی جاتی تھیں
لیکن لیڈر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ان کی بہن کی حیثیت سے مگر سیاست
میں ان کی دلچسپی ہمیشہ ایک دور کے تماشائی کی سی رہی ہے۔

شروع سے اب تک محترمہ نے اپنے پروگرام کے خطوط کی کوئی نشاندہی
نہیں کی۔ صرف چوہدری محمد علی صاحب کی زبانی اتنا معلوم ہوا ہے کہ
محترمہ نے متحدہ محاذ کے نو نکاتی پروگرام کو اپنا لیا ہے اب اول تو یہ
پروگرام پانچ پارٹیوں کے اتحاد و مفاہمت کا مظہر تھا جس کی حیثیت
کسی پارٹی کے بھرپور منشور کی نہ تھی کہ کسی تفصیلی پروگرام کے بوجھ
کو برداشت ہی نہ کر سکتا تھا محاذ کو محترمہ کی ضرورت ہی اس لئے لاحق
ہوئی کہ وہ کسی مقبول عام شخصیت کی پناہ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا
آج ان کا اتحاد محترمہ فاطمہ جناح کی بدولت ہے جن کے جھنڈے تلے
متحدہ محاذ کے غیر مقبول ارکان بھی جگہ جگہ تقریریں کرتے دکھائی دے
رہے ہیں۔ متحدہ محاذ کسی مقصدی پروگرام کی ترتیب کا نا اہل تھا لیکن
محترمہ کو کس کا ڈر تھا جو ایک طرف عوام میں محترمہ ہیں تو دوسری طرف
متحدہ محاذ کی زندگی بھی انہی کے باعث ہے اس لئے اس کا کوئی رکن
ان پر معترض ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا اور انہیں انصاف کرنے میں
کون روکتا۔

جمہوریت کا نعرہ

محترمہ جمہوریت ہی جمہوریت کے نعرے لگا رہی ہیں جس کا اثر یہ ضرور ہوا کہ محترمہ کے دعوے اور صدر ایوب کے کردار پر تنقید سے جذبات میں ہیجان ضرور پیدا ہوا۔ افسوس محترمہ کی طرف سے ملک کے مستقبل کے متعلق کوئی بات صاف نہیں ہوئی دستور بدلے گا تو کس طرح بنیادی جمہوریتیں قائم رہیں گی یا نہیں جن کے متعلق متحدہ محاذ سخت مخالف ہے لیکن جوں جوں انتخابات قریب آ رہے ہیں ان اداروں کی تعریف بھی زوروں پر ہے اور بڑی شدومد کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ بنیادی جمہوریتوں کے ادارے نہ صرف قائم رہیں گے بلکہ ان کو زیادہ اختیارات دیئے جائینگے

اسلامی مملکت

محترمہ فاطمہ جناح نے دوسرے تعارفی جلسہ میں کچھ سوالات کے جواب دیئے۔ مثلاً ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ:-

"پاکستان جس روز وجود میں آیا تھا اسی دن فیصلہ ہو گیا تھا کہ اسلامی مملکت ہوگا"!

لیکن سوال کرنے والا کا مدعا یہ تھا کہ محترمہ اس فیصلے کو کس طرح عملی جامہ پہنائیں گی اور کس قسم کی" اسلامی مملکت قائم کریں گی؟ اسی طرح ایک یونٹ اور عائلی قوانین کے متعلق ان کا جواب یہ ہے کہ تمام مسائل عوام کی مرضی کے مطابق حل کیے جائیں گے مگر افسوس کہ محترمہ انجان بن گئیں اور یہ نہ سمجھیں کہ لوگ ان سے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ

حزب مخالف کی صدارتی امیدوار کی مرضی کیا ہے جو وہ کرنا چاہتی ہیں کیا محترمہ صدر بننے کے بعد ہر مسئلے پر رائے شماری کراتی رہیں گی ؟ اگر یہ درست ہے تو پھر یہ الزام کیونکر غلط ہو سکتا ہے کہ ان کی اپنی کوئی بھی پالیسی نہیں ہے ؟ کاش وہ اس شبے کی تردید کرتیں کہ اگر وہ کامیاب ہو گئیں تو ہر طرف انتشار پھیل جائے گا اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہوگا کہ حکومت دراصل ان پانچ میں سے کس گروہ کی ہے وہ کیا چاہتی ہے اور کیا کرنے والی ہے ؟

لیکن دوسری طرف صورت حال صاف ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص صدر ایوب خاں کے تمام خیالات ، نظریات اور پالیسیوں کی تائید کرے لیکن خیالات ، نظریات اور پالیسی تو معلوم ہے اگر تعارفی جلسوں کا اہتمام نہ بھی کیا جاتا تو جب بھی رائے دہندوں کو صدر ایوب اور ان کی حکومت کے متعلق کوئی بھی فیصلہ کرنے میں مشکل پیش نہ آتی ۔

پختونستان

متحدہ حزب اختلاف کی صدارتی امیدوار محترمہ فاطمہ جناح سے لاہور میں تعارفی جلسہ میں سوال کیا گیا کہ پختونستان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟ جس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ سرخ پوش محب وطن پاکستانی ہیں میں نے سارے صوبہ سرحد کا دورہ کیا ہے اور پورے دورے میں کسی سرخ پوش نے میرے سامنے پختونستان

کا نام نہیں لیا وہ وفادار پاکستانی ہیں ہمارے دوست ہیں جنہیں موجودہ حکومت نے دشمن بنا رکھا ہے مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ سچے پاکستانی اور ملک کے خیر خواہ ہیں۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ ایک یونٹ کے متعلق آپ کی کیا پالیسی ہو گی جب کہ متحدہ محاذ میں شامل چار جماعتیں اس کی مخالف ہیں محترمہ نے فرمایا کہ اس کا فیصلہ عوام کریں گے عوام نے ایک یونٹ نہیں بنایا تھا بلکہ اس کا فیصلہ اسمبلی نے کیا تھا محترمہ کے متعلق عام خیال یہ تھا کہ وہ نظریہ پاکستان اور پاکستان کی سالمیت و استحکام کے بارے میں کبھی کسی علیحدگی پسند عنصر یا علاقائیت پر مبنی فلسفہ کے ساتھ مصالحت نہیں کر سکتیں کیونکہ وہ قائداعظم کی بہن اور ان کی تربیت یافتہ ہیں وہ شکست قبول کر لیں گی لیکن ان عناصر سے کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گی جو دس کروڑ مسلمانوں کے مربوط وطن کی بجائے پنجابی، پٹھانی، سندھی، بنگالی، بلوچی، برہمی ملتانی، بہاولپوری اور کشمیری قومیتوں کے متحارب اور متصادم مفادات کے لیے مرکزیت کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔

ون یونٹ

محترمہ کے شریک کار چودھری محمد علی جو اب تک اپنا سب سے بڑا کارنامہ وحدت مغربی پاکستان بیان کرتے رہے ہیں اس مسئلہ میں اب کیا رائے رکھتے ہیں سرخ پوشوں کے متعلق جس رائے کا اظہار محترمہ نے کیا ہے وہ حقائق کے منافی ہونے کے علاوہ ان کے عظیم ترین بھائی

کے طرزِ عمل کے بھی منافی ہے کیا وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ آزادی کے بعد قائدِ اعظمؒ نے اس ملک کے قیام کیساتھ تمام مخالفین کو معافی دے دی تھی اور ان سے یہ اپیل کی تھی کہ وہ خلوص اور دیانتداری کے ساتھ ملک کی تعمیر میں مصروف ہو جائیں خان عبدالغفار خان سے بھی خاص طور پر اس ضمن میں بات چیت کی اور انہیں اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ پاکستان کی مخالفت ترک کر کے اس کے وفادار شہری بن جائیں لیکن خان صاحب نے اپنی روش تبدیل نہیں کی اور وہ پختونستان کے قیام کی کوشش میں مصروف ہیں کاش وہ یہ سمجھنے کی کوشش کرتے کہ جن سرخ پوشوں نے ان کے بھائی کی قیادت قبول نہیں کی تھی وہ اگر آج ان کے حامی ہیں تو اس میں ان کی کوئی بہت بڑی چال ہی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ محترمہ کی کمزور حکومت کو اپنے علیحدگی پسندانہ عزائم کے لیے سازگار سمجھتے ہیں

محترمہ کے گول مول جوابات کی سمجھ نہیں آتی لیکن دوسری طرف صدر ایوب ان معاملات میں بے لاگ اور غیر مصالحانہ ذہن وعقائد کے مالک ہیں جو ون یونٹ اور پختونستان کے بارے میں اپنے نظریات کبھی نہیں چھپاتے جو سرخ پوشوں کے مرکز میں بھی کہہ دیتے ہیں کہ وحدت مغربی پاکستان قائم رہے گی اور پختونستان کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔ جس کے لئے عبدالغفار آج بھی افغانستان میں موجود ہیں۔

بھارت کے اخبارات محترمہ کی کیوں تعریف کرتے ہیں

بھارت کے اخبارات جو صدارتی انتخابات کے سلسلہ میں بڑی گہری دلچسپی لے رہے ہیں وہ محترمہ کی تعریف و ستائش میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ محترمہ سے ان کی ہمدردی کے پس منظر میں ان کی یہ ناپاک خواہش کسی سے پوشیدہ نہیں کہ پاکستان کے مطلع سیاست سے کسی طرح صدر ایوب غائب ہو جائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب تک پاکستان میں صدر ایوب کا اقتدار ہے بھارت کی طرف سے پاکستان میں بے استحکامی پیدا کرنے یا بین الاقوامی میدان میں پاکستان کی پوزیشن کمزور کرنے کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی بھارت جانتا ہے کہ اگر پاکستان کا اقتدار کسی اور کے ہاتھ میں چلا جائے تو امریکہ بڑی آسانی سے پاکستان کی خارجہ پالیسی پر قابو حاصل کرے گا اور جگتو فرنٹ کے حامی بھارتی عناصر کے ذریعہ پاکستان کو چین کے خلاف بھارت کی امدادی طاقت بنا دے گا کیونکہ بھارت اپنی اس دیرینہ خواہش میں صدر ایوب کے میدان سے ہٹ جانے کے بعد ہی کامیاب ہو سکتا ہے کہ پاکستان اور چین کی دوستی کسی طرح ختم ہو جائے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہندوستانی حکومت کے تمام اقدامات اور ہر کارروائی پر کڑی نظر رکھی جائے ، کیونکہ ہندوستان کو امریکہ برطانیہ اور روس نے خاصی مقدار میں اسلحہ دیا ہے اور مزید ہتھیار دینے کا وعدہ کیا ہے

کیا یہ انصاف ہے

محترمہ فاطمہ جناح نے بہاولپور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"انتخابی ادارے کا فرض ہے کہ وہ اپنے رائے دہندگان کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے موجودہ نظام حکومت کو ختم کرنے میں مدد دے جس نے پاکستان کے نام کو بٹہ لگایا ہے طاقت کا دور مدت ہوئی ختم ہو چکا ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اکتوبر ۱۹۵۸ء کے واقعات نے جمہوری ملکوں کی نظروں میں پاکستان کا وقار اس قدر گرا دیا ہے کہ اتنا پہلے کبھی نہیں گرا تھا آج جب ہم دنیا کے جمہوریت پسندوں سے ملتے ہیں تو ہمارا سر شرم سے جھک جاتا ہے"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۱۹۵۸ء سے قبل پاکستان کا وقار بہت بلند تھا اور اب بہت پست ہو گیا ہے حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کہ پاکستان دوست اور دشمن اعتراف کرتے ہیں کہ بین الاقوامی سیاسیات میں پاکستان نے اپنا مقام پیدا کر لیا ہے۔

سر ندامت سے جھکا ہوا ہے

اگر محترمہ فاطمہ جناح کا سر ندامت سے جھکا ہوا ہے تو کیا ہندوستان کے سابق ہائی کمشنر متعینہ پاکستان مسٹر پرکاش کا یہ بیان درست ہے کہ محترمہ فاطمہ جناح اپنے بھائی کے اقدام کو درست نہ سمجھتی تھیں اور وہ تقسیم ملک کے حق میں نہ تھیں ؟ ہندوستان ٹائمز کی ایک اشاعت میں مسٹر پرکاش کا ایک مضمون چھپا ہے جس

ہیں انہوں نے ان ایام کا ذکر کیا ہے جن میں وہ پاکستان میں مقیم تھے وہ لکھتے ہیں کہ:۔

" سبکدوشی سے پہلے جو رخصتی ملاقاتیں کیں ان میں مس فاطمہ جناح سے ملاقات بھی شامل تھی ان کے بھائی کا انتقال ہو چکا تھا وہ ایک مکان میں خلوت کی ایسی زندگی بسر کر رہی تھیں جس میں ان تمام لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا اور فراموش کر دیا تھا جو ان کے بھائی کے ساختہ پرداختہ تھے وہ ابھی تک گہرا سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے تھیں انہوں نے خلوص سے میرا خیر مقدم کیا اور کہا کہ "مجھے معلوم نہیں کہ قائد اعظم نے یہ کیوں سمجھا تھا کہ ہندو اور مسلمان ایک ساتھ نہیں رہ سکتے بہر حال انہوں نے یہی سمجھا تھا۔ براہ کرم آپ اپنا تمام اثر و رسوخ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کرنے کے لئے استعمال کیجئے"!

مسٹر پرکاشں نے مزید لکھا ہے کہ:۔

"ان کی تنہائی اور ہماری مشترکہ مادر وطن کی المناک تقسیم میں اپنے ملک اپنے عوام، پاکستان اور مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا اس سب پر میں مس فاطمہ جناح سے غمزدہ رخصت ہوا"۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس مضمون میں صداقت کہاں تک ہے دل نہیں مانتا کہ محترمہ فاطمہ جناح قائد اعظم کے مقصد کو نہ سمجھ سکی ہوں لیکن یہ بات ضرور حیرت انگیز ہے کہ محترمہ فاطمہ جناح نے ابھی تک اس کی تردید نہیں کی۔ اسکا ذکر صدر ایوب نے بھی کیا ہے متذکرہ بالا مضمون اور بہاولپور میں محترمہ فاطمہ جناح کے اس بیان کے پیش نظر کہ ان کا سر ندامت سے جھکا ہوا ہے کیا ایک غیر جانبدار شخص یہ تاثر

نہیں سے سکتا کہ محترمہ فاطمہ جناح اپنے بھائی کے اقدام کو غلط سمجھتی ہیں اسی کی تلافی کے لئے میدان میں اتری ہیں اور اس وقت تک ان کا سر ندامت سے جھکا رہے گا جب تک وہ تلافی نہیں کر لیتیں ؟

صدر ایوب نے اپنے دور اقتدار میں جو قدم بھی اٹھایا وہ حزب اختلاف کی نظر میں کیسا ہی کیوں نہ ہو سراسر ملکی مفاد میں تھا ان کی اصلاحات کا ملک و قوم کی آئندہ زندگی پر کیا اثر ہوگا اس کا اندازہ مستقبل کا مورخ ہی لگا سکے گا بہر حال صدر ایوب نے ملکی استحکام کی خاطر جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور پاکستان کے مفاد میں جو بھی قدم اٹھائے ہیں ان سے اقوام عالم میں پاکستان اور اس کے بانی حضرت قائد اعظم کا نام ضرور سننے میں آنے لگا ہے ورنہ سابقہ حکمران طبقہ تو اپنے مفاد کی خاطر ہی لڑنے میں وقت ضائع کرتا رہا اور اسے قائد اعظم کی آخری یادگار تعمیر کرنے کی فرصت نہ ملی ۔

حکیم الامت علامہ محمد اقبال رح زندہ ہوتے تو

فیلڈ مارشل ایوب خاں کو صدارت کے لئے موزوں ترین شخصیت سمجھتے

حکیم الامت علامہ اقبال کے بڑے صاحبزادے مسٹر آفتاب اقبال بار ایٹ لا نے لندن کے روزنامہ مشرق کو ایک خط بھیجا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان کی صدارت کے لئے صدر ایوب سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے اور پوری قوم کو ان کی حمایت کرنی چاہیئے اگر آج ان کے عظیم المرتبت والد (علامہ اقبال) زندہ ہوتے تو وہ بھی فیلڈ مارشل صدر ایوب خان کو پاکستان کی صدارت کے لئے موزوں قرار دیتے ۔ صدر ایوب نے پچھلے چھ سال کے دوران جو خدمات انجام دی ہیں ان سے ساری دنیا میں پاکستان کا وقار بلند ہو گیا ہے اور انہیں ہر ملک میں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے

محترمہ فرماتی ہیں کہ ملک کی ترقی سابق حکمرانوں کی محنت کا ثمر ہے لیکن اپنی موجودہ انتخابی مہم کے دوران محترمہ نے جگہ جگہ یہ اعلان کیا ہے کہ انہیں اپنے ملک گیر دورے میں کہیں بھی ترقی نظر نہیں آئی یہ تضاد حیران کن ہے محترمہ یہ بھی فرماتی ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں سب کچھ ٹھیک تھا مارشل لاء لگانے کی ضرورت نہیں تھی اور صدر ایوب نے وہی آئین منسوخ کر دیا تھا جس کی وفاداری کا انہوں نے حلف اٹھایا تھا اگرچہ آئین کی تنسیخ اور مارشل لاء کے نفاذ کی ذمہ داری سابق صدر سکندر مرزا پر عائد ہوتی ہے جس کے متعلق محترمہ نے ۲۹ر اکتوبر ۱۹۵۸ء میں فرمادیا تھا کہ :-

"میجر جنرل سکندر مرزا تین سال تک اس مملکت کے سربراہ رہے اس عرصے میں ملک سیاسی اور اقتصادی تباہی کے کنارے پہنچ گیا عوام کو بے بس تماشائیوں کی حیثیت دے دی گئی اور انہیں سخت مشکلات اور سماجی عوارض کا نشانہ بنایا گیا اب جنرل ایوب خاں کی قیادت میں نئے دور کا آغاز ہوا ہے پاکستانی افواج نے انتظامی بحران اور سماج دشمن کارروائیوں کا قلع قمع کرنے اور اعتماد، تحفظ اور استحکام کا احساس پیدا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے میری دعا ہے کہ خدا ہماری افواج کو یہ مقصد حاصل کرنے کی فراست اور قوت عطا فرمائے"!

کیا محترمہ فاطمہ جناح کا یہ بیان آئین کی تنسیخ اور مارشل لاء کے نفاذ کی تائید اور تصدیق نہیں ہے اس کے علاوہ یہ بیان زیادہ غور طلب اس لئے بھی ہے کہ میجر جنرل سکندر مرزا کے عہد میں وہ تمام لیڈر اور جماعتیں

مقتدر رہ چکی ہیں جو آج محترمہ کے ارد گرد جمع ہیں جنہوں نے اسکندر مرزا کو منصب صدارت تک پہنچایا تھا اور اب وہی پھر اقتدار پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہی ہیں اس سے پہلے بھی محترمہ ۱۹۵۴ء میں مشرقی پاکستان کے متحدہ محاذ کے رہنماؤں کو خود غرض لوگ کہہ کر یاد کر چکی ہیں جو آج ان کے گرد جمع ہیں یکم مارچ ۱۹۵۴ء کو محترمہ نے ڈھاکہ کے جلسہ عام میں یہ رائے بھی ظاہر کی تھی کہ :-

"جو آزادی ہم نے قربانیوں سے حاصل کی تھی آج اسے سخت خطرہ درپیش ہے ہمارا مستقبل تباہی کے دہانے پر ہے اور جو قربانیاں ہم نے قیام پاکستان کے لئے دی تھیں وہ رائیگاں جا رہی ہیں اور ان لوگوں (متحدہ محاذ) کی کوششوں سے صرف ان دشمنوں کے ہاتھ مضبوط ہوں گے جو مسلمانوں کو اپنے زیر اقتدار ایک بے دست و پا اقلیت بنا کر رکھنا چاہتے ہیں"۔

اگر اس وقت محترمہ کی آواز بے اثر رہی مگر آج ان لوگوں کے متعلق محترمہ فاطمہ جناح کی رائے عوام کو معلوم ہو گی، جن کا آج سہارا لے رہی ہیں، محترمہ فاطمہ جناح کے ایک اور بیان کا اقتباس ملاحظہ ہو جو انہوں نے ستمبر ۱۹۵۴ء میں دیا تھا کہ :-

"ملک کے مالی حالات پر نظر ڈالیئے تو بڑی تعجب خیز صورت حال سامنے آتی ہے، اتنا سمجھ لیجیئے کہ جس ملک کی کشتی میں چھید ہو وہ کسی لمبے سمندر کے سفر کو کامیابی سے طے

کرے گی ۔"

محترمہ کے پرانے بیانات کی روشنی میں ہر سمجھ دار شخص یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ اگر ماضی میں سب کچھ ٹھیک تھا تو ایسے تلخ اور تیز بیانات کیوں دیئے گئے تھے ۔

مکمل آزادی

متحدہ حزب مخالف بنیادی جمہوریت میں لاکھ عیب نکالیں اس دور کی حکومت کو لاکھ برا کہیں اسے بدنام کرنے کے لئے سو طرح کے حیلے بہانے تلاش کریں اور اس کے خلاف ہزار متحدہ محاذ بنائیں وہ نہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک سکتی ہیں اور نہ اپنی برتری ثابت کر سکتے ہیں اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ ۱۷ سال کی آزادی کی زندگی میں پہلی بار مارشل لاء کے بعد جمہوریت کا نمونہ دیکھا بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات کی بدولت پہلی بار ایک ادنےٰ آدمی سے لے کر صدر تک سب نے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیا ہے اور لے رہے ہیں آج سیاسی جماعتوں خاص طور پر متحدہ محاذ کو مکمل آزادی اور سیاسی مہم چلانے کے سلسلے میں اس پر کوئی پابندی نہیں ، حزب مخالف کے رہنماؤں کو اظہار خیال کی پوری آزادی ہے خود متحدہ محاذ کئی بار اعتراف کر چکا ہے کہ ان کی سیاسی مہم کامیاب رہی معلوم نہیں کہ وہ کونسی پابندیاں ہیں جن کا ذکر محترمہ کرتی رہتی ہیں یہ درست

ہے کہ محترمہ کے ساتھیوں کا تاریک ماضی ضرور ان کی راہ میں رکاوٹ ہے اور دوسری بڑی رکاوٹ موجودہ حکومت کی مقبولیت ہے کیا سب کچھ ہونے ہوتے وہ اپنے دور اقتدار میں کوئی آئین اور کوئی منصوبہ کیوں نہ تیار کر سکے اگر انہوں نے اپنے اقتدار میں ایک وعدہ بھی پورا کیا ہوتا تو آج قوم کے سامنے آنے کی جرأت کر سکتے اور محترمہ فاطمہ جناح کی آڑ نہ لیتے اور آج صدر ایوب پر سب سے بڑا الزام یہ لگا رہے ہیں کہ وہ جمہوریت پسند نہیں ہیں اور جمہوریت کی بحالی کے لئے انہیں اقتدار سے محروم کرنا ضروری ہے کاش وہ "پسندیدہ جمہوریت کی تعریف ہی بیان کر سکتے جو محض ایک اندازِ حکومت نہیں ہے بلکہ ایک طرزِ زندگی ایک مسلکِ حیات اور ایک قومی کردار ہے

کیا یہی جمہوریت پسندی ہے

یہ چھپی ڈھکی بات نہیں کہ متحدہ محاذ کے اکثر لیڈر تو اس قسم کے واقع ہوئے ہیں کہ وہ معمولی سیاسی اختلاف بھی برداشت نہیں کر سکتے بجائے سنجیدگی سے تائل کرنے کے مخالف کو محض دشنام، الزام اور فضیحت کا ہی سزاوار قرار دیتے ہیں کیا یہی جمہوریت پسندی ہے جمہوریت تو ذمہ داری، بردباری اور سنجیدگی کا تقاضا رکھتی ہے مخالفین کا کیا ذکر ہے وہ تو اپنے گروہ سے بھی فراخدلی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے اگر ایسے اصحاب کو اقتدار و اختیار سونپ دیا جائے تو وہ جمہوریت کے بنیادی اصول کیا جمہوریت کے ظاہری تقاضوں کو بھی محفوظ نہیں رکھ سکیں۔ ایک دوسرے کو حقارت سے دھتکار دیں گے جس حقارت سے محترمہ فاطمہ جناح نے پشاور میں ایک حامی جماعت کا پرچم اٹھا کر پھینک دیا تھا

کیا وہ بدترین قسم کے آمر ثابت نہ ہوں گے کیونکہ اس مرتبہ تو انتقام کا سودا بھی ان کے سروں میں سمایا ہوا ہے اگر قوم کا مزاج پوری طرح جمہوری سانچے میں ڈھل چکا ہوتا اور عوام کا سیاسی شعور بھی پوری طرح پختہ ہوتا تو یہ اصحاب محترم خزاں رسیدہ پتوں کی طرح عرصہ سے گوشہ گمنامی میں پہنچ چکے ہوتے۔

سودے بازی نہیں

صدر ایوب مستحکم اصحت مند اور منظم جمہوریت کے قائل ہیں ایسی جمہوریت کے نہیں جو انتشار، سودے بازی اور محلاتی سازشوں کے دروازے کھول دے۔ اگر وہ برسر اقتدار رہنا چاہتے تو اتنی جلدی مارشل لاء اٹھانے کی ضرورت نہیں تھی وہ اسے طول دے سکتے تھے وہ اگر چاہتے تو سیاسی جماعتوں کے احیاء کی اجازت نہ دیتے آئین میں مختلف ترامیم کے لئے راہ صاف نہ کرتے اور اسمبلیوں کی عمر تین کی بجائے پانچ سال مقرر کر کے انتخابات ٹال دیتے ہیں کیونکہ چند ماہ پہلے بھی اس کی گنجائش تھی بلکہ ایسی پیش کش کو مسترد کر دیا جہاں سابق حکمران تو اسمبلیوں کی اور اپنی حکومتوں کی عمر بڑھانے کے لئے کوشاں اور عام انتخابات کو ٹالنے میں مصروف رہے وہاں صدر ایوب بروقت اور جلد انتخابات کرانے کے فیصلے پر قائم رہے۔

پاکستان کا موجودہ آئین بالکل جمہوری ہے

۱۹ دسمبر۔ آزاد صدارتی امیدوار میاں بشیر احمد نے کہا ہے کہ موجودہ آئین بالکل جمہوری ہے اور ان کا صدارتی امیدوار کھڑے ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ موجودہ آئین میں ہر آدمی کو مساوی مواقع فراہم کئے گئے ہیں

موجودہ آئین

محترمہ فاطمہ جناح جب صدارتی امیدوار کی حیثیت سے کھڑی ہوئی تھیں تو ان کے ساتھیوں نے انہیں یقین دلایا تھا کہ وہ منتخب ہونے کے بعد جو چاہیں وہ کر سکیں گی یعنی آئین بھی منسوخ کر سکتی، صدارتی نظام بھی توڑ سکتی اور بی ڈیز کو بھی ختم کر سکتی ہیں لیکن جب کسی دانا نے یہ بتایا کہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتیں اگر وہ آئین منسوخ کریں گی تو ان کا یہ اقدام ملک سے بغاوت ہوگا پھر وہ آئین میں تبدیلی اس وقت تک نہیں کر سکتیں جب تک کہ قومی اسمبلی کے تین چوتھائی ارکان اس تبدیلی کے حق میں رائے نہ دیں نئی قومی اسمبلی ابھی عالم وجود میں نہیں آئی اس کے متعلق فی الحال یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ابھی محترمہ کو اکثریت حاصل ہوگی یا نہیں یہ سب کچھ ذہن میں آنے کے بعد محترمہ نے اپنا نقطہ نظر فوراً بدل دیا اور کہنا شروع کر دیا ہے کہ آئین منسوخ نہیں کریں گی اور بی ڈیز کو برقرار رکھیں گی کاش محترمہ کے حامی یہ سمجھتے آئین منسوخ کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں۔

محترمہ اس بات کو بھول چکی ہیں کہ وہ ہمالیہ جیتنے بڑے اختلافات رکھنے والے عناصر میں گھری ہوئی ہیں جن سے برسر اقتدار آنے کے لئے ہر قسم کے وعدے کرتی جا رہی ہیں الیکشن تک ان کی خوشنودی کی وہ محتاج ہیں اگر کسی اتفاق سے محترمہ خدانخواستہ جیت گئیں جس کی قطعی امید نہیں تو کس کس کے کون کون سے وعدے پورے کریں گی۔

صدر ایوب خاں نے محترمہ فاطمہ جناح اور دوسرے اپوزیشن رہناؤں کی تقریروں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ :-

" اپوزیشن بنیادی جمہوریتوں کے نظام کو ختم کرنے کا عہد کر چکی ہے اور محترمہ فاطمہ جناح نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر وہ انتخاب ہار بھی گئیں تو بھی وہ اپنی مہم جاری رکھیں گی۔ اس طرح انتخابی ادارہ کی صاف طور پر توہین کی گئی ہے کیونکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ انتخابی ادارہ کا فیصلہ تسلیم نہیں کریں گی۔ اور یہ باتیں وہ کر رہے ہیں جو اپنے آپ کو جمہوریت کا علمبردار سمجھتے ہیں۔

عوام میں نئی زندگی کی روح پھونک دی

صدر ایوب نے بلند آواز میں کہا کہ :-

" اپوزیشن اس نظام کو ختم کرنا چاہتی ہے جس نے عوام میں نئی زندگی کی روح پھونک دی ہے۔ اپوزیشن کے نو نکاتی پروگرام میں بھی اس نظام کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا اس لئے مجھے امید ہے کہ انتخابی ادارہ کے ارکان اپوزیشن کے امیدوار کے حق میں ووٹ ڈال کر خودکشی نہیں کریں گے "

جگتو فرنٹ

صدر نے " جگتو فرنٹ " کا بھی تجزیہ کیا۔ اور ۱۹۵۴ء میں محترمہ فاطمہ جناح کے وہ بیانات سنائے جو جگتو فرنٹ میں شامل رہناؤں کے

بارے میں دئے گئے تھے۔ اس زمانہ میں محترمہ نے اپنے موجودہ ساتھیوں کو خود غرض، غیر محب وطن اور قوم دشمن قرار دیا تھا۔ اور عوام کو نصیحت کی تھی کہ وہ ان لوگوں سے گمراہ نہ ہوں۔ صدر نے کہا کہ درا صل وہ ہمیشہ ہی اقتدار کی خواہشمند رہی ہیں۔ اور اسی وجہ سے اب ان لوگوں کے ساتھ انھوں نے گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ جو آجکل محترمہ کے گرد جمع ہیں وہ ہمیشہ پاکستان کے دشمن رہے ہیں۔ اور وہ قائداعظم کے بھی دشمن تھے۔

اس لمحہ صدر نے حاضرین کے سامنے پاکستان کا پرچم لہرایا اور کہا کہ یہ پرچم مسلم لیگ کے سبز جھنڈے سے بنایا گیا جس نے قائداعظم کی زیر قیادت پاکستان حاصل کیا۔ پھر صدر نے نیشنل عوامی پارٹی کا سرخ جھنڈا لہرایا اور کہا کہ جو لوگ اس کے پرچم تلے جمع تھے۔ انھوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ لیکن حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ اب قائداعظم کی بہن اسی پرچم کے تلے کھڑی ہیں۔ اس موقع پر انتخابی ادارہ کے ارکان نے اس سرخ پرچم کو پھاڑنے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ وہ اس پرچم کو نہیں دیکھنا چاہتے صدر نے کہا کہ قائداعظم بڑی جرأت اور یقین کے مالک تھے۔ وہ ان لوگوں کو اپنی صلاحیتوں کے باوجود ان کے راستہ سے نہیں ہٹا سکتے تھے اس لئے محترمہ فاطمہ جناح کے لئے ناممکن ہوگا کہ وہ ان لوگوں کو ان کے پسندیدہ راستہ سے ہٹا دیں۔

ملک کا دفاع

صدر نے کہا کہ محترمہ کے ایک ساتھی نے اعتراض کیا ہے کہ پاکستان ضرورت سے زیادہ رقم اپنے دفاع پر خرچ کر رہا ہے۔ دفاعی اخراجات ملک کی سالمیت کے بچانے کے لئے ہیں لیکن یہ لوگ ملک کا دفاع نہیں چاہتے بلکہ ملک کو بھارت کے پاس فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ صدر نے یاد دلایا کہ جو ملک اس وقت بھارت کو فوجی امداد دے رہے ہیں۔ وہ بھی یہی دلیل دیتے ہیں لیکن کوئی محب وطن شہری اس بات کو پسند نہیں کرے گا کہ پاکستان کو بھارت کے پاس فروخت کر کے غلام بنا دیا جائے اس پر حاضرین نے بڑے زور سے تالیاں بجائیں۔

صدر نے کہا کہ اگر اپوزیشن برسر اقتدار آگئی تو اپوزیشن رہنما قومی معاملات طے کرنے میں اپنی نااہلی کے باعث پاکستان کی آزادی ختم کر کے اسے محکوم بنا دیں گے۔

انتخابی ادارے کے ارکان کو تلقین

صدر نے انتخابی ادارہ کے ارکان سے کہا کہ قوم نے اپنی قسمت کا فیصلہ ان کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اس لئے انہیں اپوزیشن کے نعروں اور دھمکیوں سے بالاتر ہو کر خوشحالی اور ترقی کی خاطر ووٹ دینا چاہیئے صدر نے کہا کہ ارکان کو محترمہ فاطمہ جناح نے بھی دھمکیاں دی ہیں کہ جن ارکان بنیادی جمہوریت نے ان کے حق میں ووٹ نہ دیا انہیں قوم دشمن قرار دے دیا جائے گا۔ مشرقی پاکستان کے مختلف مقامات پر اپوزیشن نے

متعدد کمیٹیاں بناتی ہیں جن کا واحد مقصد انتخابی ادارہ کے ارکان کو ڈرا دھمکا کر ووٹ حاصل کرنا ہے۔ صدر نے کہا کہ ایک طرف جگتو فرنٹ ووٹ طلب کرتا ہے دوسری طرف وہ بنیادی جمہوریتوں پر الزام تراشی کرتے ہیں۔ اپوزیشن رہنماؤں نے متعدد بار کہا ہے کہ بنیادی جمہوریتوں کے باعث ملک میں بدعنوانی اور بد دیانتی بڑھ گئی ہے۔ قوم اخلاقی باختہ ہو چکی ہے۔ جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے اور اپوزیشن کے ان الزامات سے جگتو فرنٹ کے اصل ارادوں اور خیالات پر روشنی پڑتی ہے۔

سابقہ حکومتوں کا کردار

صدر نے بتایا کہ سابق سیاستدانوں نے ایک پنجسالہ منصوبہ بنایا تھا۔ لیکن چار سال تک سرکاری طور پر یہ منصوبہ منظور ہی نہ ہو سکا۔ اس کے برعکس ہم نے دوسرے پنجسالہ منصوبہ پر جگہ جگہ عملدرآمد کرایا ہے۔ اور اب تیسرا پنجسالہ منصوبہ تیار ہو چکا ہے دوسرے پنجسالہ منصوبہ کے دوران مغربی پاکستان میں ہر روز ڈیڑھ ارب روپے خرچ ہوئے تھے اور تیسرے پنجسالہ منصوبے میں اخراجات اور بھی بڑھ جائیں گے اور اتنے بڑے منصوبہ کی تکمیل کا سہرا موجودہ حکومت ہی کے سر ہے۔

صدر نے کہا کہ اپوزیشن کا یہ الزام ہے کہ ملک میں آزادی نہیں ہے۔ اگر ملک میں آزادی نہیں ہے تو وہ جگہ جگہ مجھ پر ذاتی حملے کس طرح کر رہے ہیں جب تک ایک ملک میں "طوائف الملوکی کی حد تک آزادی" نہ ہو اس وقت تک اس شخص کو گالیاں کس طرح دی جا سکتی ہیں۔ جس نے قوم و ملک کی ترقی کے

لیے ہی سب کچھ کیا ہو۔ صدر نے یاد دلایا کہ حقیقی آزادی اس وقت تک
ہوتی ہے جب اس کی تنظیم ہو۔ صحیح آزادی یہ ہے کہ لوگ اپنے حقوق کے
ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داریوں کا بھی احساس کریں۔ اگر آزادی کے ساتھ
تنظیم نہ ہو تو ملک میں افراتفری اور انتشار رہوگا۔ صدر نے مزید کہا کہ اگر ملک
میں جمہوریت نہ ہوتی تو انتخابات بھی نہ ہوتے۔ سیاستدانوں نے جو انتخابات
کرائے تھے سہروردی مرحوم جیسی شخصیت نے اسے "فراڈ" کہا تھا۔ سیاستدانوں
نے اس ملک پر اسی افراد کی غیر نمائندہ اسمبلی سے حکمرانی کی۔ اب اس کی جگہ اسی
ہزار افراد ہیں۔ صدر نے کہا پاکستان میں صدر کا براہ راست انتخاب ناممکن
ہے کیونکہ اس پر بہت زیادہ اخراجات اٹھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر ملک میں
جمہوریت اپنی مختلف شکلوں ہی میں رائج رہی ہے۔ پارلیمانی جمہوریت برطانیہ
میں کامیاب رہی ہے لیکن فرانس اور امریکہ میں کامیاب نہ ہو سکی۔ پھر دیگر
یورپی ممالک میں اپنی مختلف شکلوں میں رائج ہے۔

صدر نے اعلان کیا کہ میں ساری عمر کے لئے برسر اقتدار رہنے کا خواہشمند
نہیں ہوں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو میں آئین میں صدر کے لئے صرف دو میعادیں
مقرر نہ کرتا نیز میں ملک سے مارشل لا کو ہی نہ اٹھاتا۔ صدر نے تقریر ختم کرتے
ہوئے کہا کہ میں ملک اور عوام سے محبت کرتا ہوں۔ اور میرا واحد مقصد ملک و قوم
کی خدمت کرنا ہے۔ میں ۳۸ سال سے ملک کی خدمت کر رہا ہوں میں صرف
یہ چاہتا ہوں کہ ملک اس وقت جو ترقی کر رہا ہے وہ جاری رہنی چاہیے اب
میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کسی موزوں شخص کی تلاش ضروری ہے

جو ملک کو چلانے کی ذمہ داریاں سنبھال سکے۔

سوالات و جوابات

صدارتی امیدواروں کے تبصرے تعارفی جلسے ہیں
صدر ایوب

جو سوالات کئے گئے ان کے جوابات درج ذیل ہیں۔

سوال :- طلبا، وکلاء، اساتذہ، مزدوروں اور دیگر طبقوں کے انتشار کی کیا وجہ ہے۔

جواب :- طالب علموں اور اساتذہ میں جو بے چینی پائی جاتی ہے وہ صرف ہمارے ہاں ہی نہیں بلکہ ہر نو آزاد ملک میں بد قسمتی سے ایسا ہوتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے جائز مطالبات پورے کئے جانے چاہئیں تاہم ناجائز مطالبات کو پورا کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اس طرح لوگ قانون کو ہاتھ میں لے کر ہنگامے کرتے ہیں۔ ملک میں عام تعلیم ہو جانے کے بعد اس قسم کے واقعات ختم ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں ملکی وسائل کے بڑھنے سے بھی حالات بہتر ہوں گے ہمارے ہاں اس قسم کے ہنگامے فیشن بن چکے ہیں۔ کیونکہ بہت کم افراد کو کوئی ذاتی گلہ ہوتا ہے۔ گزشتہ کچھ عرصے سے بعض سیاستدان اور مذہب کے نام نہاد نام لیوا طالب علموں کو سیاسی اغراض کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور خدا کا خوف نہیں کرتے۔

سوال :- آپ کہتے ہیں کہ ملک نے بڑی ترقی کی ہے اعداد و شمار کے حوالے سے یہ بات درست بتائی جاتی ہے مگر مہنگائی کیوں عام ہو رہی ہے اور غریب پہلے سے غریب اور امیر پہلے سے امیر کیوں ہوتے جا رہے ہیں۔ کیا غریب گرانی کے

چکر میں اسی طرح پھنسا رہے گا؟
جواب:۔ میں نے دیکھا کہ لوگ عام طور پر اس کہاوت کو دہراتے ہیں کہ غریب غریب تر ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہاں اشیاء کے نرخ دوسرے ملکوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ بھارت میں جہاں صنعتی ترقی ہم سے بہت پہلے شروع ہوئی تھی۔ ان دنوں بمبئی میں گندم ایک سو روپے من اور یوپی میں ۷۰ روپے من بک رہی ہے۔

صدر ایوب نے بنیادی جمہوریتوں کے ارکان سے کہا کہ:۔
میری حکومت نے چھ برس کی مدت میں عوام کی جو خدمت کی ہے اس سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ میں نے ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے جن کی خاطر پاکستان قائم کیا گیا تھا اس کے برعکس جگتو فرنٹ مختلف الخیال عناصر کا مجموعہ ہے جس کا ماضی بدترین قسم کے نفاق، بدعنوانیوں اور غنڈہ گردی کی داستان ہے انھوں نے کہا کہ مارشل لا سے قبل کوئی حکومت ایک بھی پانچ سالہ منصوبہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکی، کیونکہ سابق سیاستدانوں کو قومی مفاد کے مقابلے میں اپنا مفاد زیادہ عزیز تھا۔ اور وہ ملک کی بہبود کے لئے کسی تعمیراتی پروگرام کی بجائے تخریبی نوعیت کی سیاسی سودے بازی میں مصروف رہتے تھے۔

ترقیاتی پروگرام

صدر ایوب نے کہا کہ:۔

موجودہ حکومت نے دوسرے پانچسالہ منصوبہ کی تکمیل پر ۲۳ ارب روپے خرچ کئے ہیں اور اس منصوبہ کو قبل از وقت مکمل کر لیا ہے جس کی وجہ سے زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں ترقی کے آثار نظر آتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ مارشل لاء سے پہلے ملک میں ۱۶ لاکھ گانٹھ کپاس پیدا ہوتی تھی۔ لیکن اب پیداوار ۲۳ لاکھ گانٹھ ہوگئی ہے۔ تیسرا پانچ سالہ منصوبہ بڑی احتیاط سے عوام کی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ممتاز اقتصادی ماہر ایک بیس سالہ منصوبہ بھی مرتب کر رہے ہیں جس سے عوام کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ مستقبل کے ساتھ کیا توقعات وابستہ کر سکتے ہیں۔ اور ان کی خاطر انھیں کیا کرنا پڑے گا۔

انقلاب کی ضرورت

۱۹۵۸ء کے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ۔

سیاستدانوں اور جمہوریت کے نام نہاد علمبرداروں نے اپنی بدکاریوں سے ملک کو متعدد الجھنوں میں مبتلا کر دیا تھا میں نے ملک کو تباہی اور انتشار سے بچانے کے لئے انقلاب برپا کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب بھی عوام کے صبر کا پیمانہ چھلکتا ہے اور جب بھی تخریبی قوتوں کی تباہ کاریاں ناقابل برداشت حد کو چھوتی ہیں۔ تو انقلاب آجاتا ہے۔ چنانچہ ۱۹۵۸ء میں حالات جو صورت اختیار کر چکے تھے ان کی وجہ سے انقلاب ناگزیر ہو گیا تھا۔

مولانا پھر گئے

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا تلون شعار ذہنی رویہ ان کی نئی قلابازیاں اور دینی تضادات کبھی اسلام کی روشنی میں عورت کی نمائندگی حرام اور سراسر اسلام کے خلاف اور اب محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت میں اپنی ہی سابقہ آراء کے انحراف ! اور بے ضمیری کا یہ عالم ہے کہ مودودی جماعت کے ارکان اور صالحین میں بھی ایک باضمیر ایسا نہیں نظر نہیں آتا جو یہ پوچھ سکے کہ حضور والا پہلے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو قوم اپنی زمام اقتدار عورت کے سپرد کرے گی وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتی اور آپ اسے فرمان رسول ﷺ کی سند سے پیش کیا کرتے تو کیا اب آپ (معاذ اللہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چیلنج فرما رہے ہیں کہ حضور آپ نے یہی فرمایا تھا کہ جو قوم زمام اقتدار عورت کے سپرد کرے گی وہ فلاح نہیں پائے گی لیکن ہم آپ سے زیادہ باشعور ہیں۔ ہم پاکستان کی صدارت محترمہ فاطمہ جناح کے ہاتھ میں دیں گے اور آپ کو یہ دکھا دیں گے کہ ہم فلاح بھی پائیں گے۔

۱۴ ر نومبر ڈھاکہ کے جلسہ میں مولانا مودودی نے ایک سوال کے جواب میں وہ تاریخی انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ عورت کسی بھی صورت میں سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی"

میں نے صرف یہ کہا تھا کہ

سربراہ مملکت مرد ہونا چاہیئے"

اگر تیرہ سال پہلے مولانا نے یہ کہا تھا کہ سربراہ مملکت مرد ہونا چاہیئے

تو آج وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کے موجودہ حالات میں سربراہ مملکت صرف عورت ہونی چاہیئے اور ان دونوں ارشادات کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہے یہ بھی بڑی بات ہے کہ مولانا نے تسلیم ہی کر لیا ہے کہ انہوں نے ماضی میں کچھ کہا تھا اور اب کچھ اور ہی کہہ رہے ہیں مولانا کے طرز بیان اور صاف گوئی کا یہ کمال نہیں ہے کہ ۱۹۵۱ء میں انہوں نے کہا تھا کہ سربراہ مملکت مرد ہونا چاہیئے اور یہ اس وقت نہیں کہا تھا کہ عورت سربراہ مملکت نہیں ہوسکتی اور اب ۱۹۶۴ء میں وہ کہہ رہے ہیں کہ سربراہ مملکت عورت ہونی چاہیئے لیکن یہ نہیں کہا کہ مرد سربراہ مملکت نہیں ہوسکتا۔

حد کمال ہے کہ دونوں موقفوں میں صرف معمولی سا فرق یہ ہے کہ ایک بیان کے مطابق مرد سربراہ ہونا چاہیئے اور دوسرے بیان کے مطابق عورت سربراہ مملکت ہونی چاہیئے جیسا کہ ہندوستان کے لیڈر ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں کہ ہم امن چاہتے ہیں اسلحہ کی فراہمی کا مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ ہم پاکستان سے جنگ نہیں چاہتے مولانا نے ثابت کر دیا ہے کہ انہوں نے ماضی میں جو کچھ کہا تھا وہی کچھ آج بھی کہہ رہے ہیں -

مولانا مودودی اپنے رسالہ "دستور اسلامی کی تدوین" کے صفحہ ۶۸ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ۔

"قرآن مجید کی ایک آیت دوسری آیت سے ٹکراتی نہیں ہے بلکہ اس کی تشریح کرتی ہے جس قرآن مجید میں "امرھم شوریٰ بینھم" فرمایا گیا ہے اسی میں الرجال قوامون علی النساء فرمایا

گیا ہے اس لئے مجلس شوریٰ میں جو ہماری مملکت کی قوام ہے عورتوں کی شمولیت کا دروازہ قرآن نے بند کردیا ہے"

مولانا مودودی "اسلامی ریاست" کے صفحہ ۲۹۱ پر فرماتے ہیں۔

"مملکت میں ذمہ داری کے مناسب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت) عورت کے سپرد نہیں کئے جا سکتے اس لئے اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا یا اس کے لئے گنجائش رکھنا اصول شریعہ کے خلاف ہے اور اطاعت خدا اور رسولؐ کی پابندی کرنے والی ریاست خلاف ورزی کی سرے سے مجاز ہی نہیں ہے"

مولانا اپنے ماہنامہ ترجمان القرآن بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۲ء (از مودودی) میں فرماتے ہیں۔

"البتہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام عورت کو ملت کی قیادت اور رہنمائی کی اہل نہیں سمجھتا کیونکہ قیادت کے جن اوصاف کی ضرورت ہے وہ اس میں نہیں ہیں اور یہ انتہائی غیر فطرت بات ہو گی کہ جن دائروں میں عورت کی قوتیں کام نہیں کر سکتیں ان میں بھی اس پر اعتماد کر لیا جائے اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا نکل سکتا ہے کہ اجتماعی طور پر قدم ہلاکت اور تباہی کے کھڈ میں جا

گرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

" ہلکت الرجال حین اطاعت النساء

"مرد ہلاک ہوئے جب وہ عورت کی اطاعت کرنے لگے"۔

لَن یُّفلِحَ قومٌ وَلَّوْا اَمرَھُم اِمرأۃ

"وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنی زمام اقتدار عورت کے حوالے کر دی ہو"

مولانا اپنے ترجمہ القرآن بابت ماہ جنوری ۱۹۶۲ء صفحہ ۵۳، ۵۴ میں فرماتے ہیں۔

"اسلام میں اگر جنگ کے موقعہ پر عورتوں سے مرہم پٹی کا کام لیا گیا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں کہ امن کی حالت میں عورتوں کو دفتروں اور کارخانوں، کلبوں اور پارلیمنٹوں میں لا کھڑا کیا جائے۔ مرد کے دائرہ عمل میں آ کر عورتیں کبھی مردوں کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ وہ ان کاموں کے لئے بنائی ہی نہیں گئی ہیں۔ ان کاموں کے لئے جن اخلاقی اور ذہنی اوصاف کی ضرورت ہے وہ دراصل مرد میں پیدا کئے گئے ہیں عورت مصنوعی طور پر مرد بن کر کچھ تھوڑا بہت اپنے اندر ان اوصاف کو ابھارنے کی کوشش کرے بھی تو اس کا دوہرا نقصان خود اس کو بھی ہوتا ہے، اور معاشرے کو بھی۔

مولانا نے لکھنے میں تو کسی بات کی کسر نہیں چھوڑی مگر عملی لحاظ سے صفر ہی صفر نظر آتا ہے حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کاموں کے لئے مردوں کو مخصوص کر دیا ہے مثلاً نبوت کا منصب مرد کے لئے ہے کیونکہ مرد ہی دعوتِ حق کی مشکلات کا پامردی سے مقابلہ کر سکتا ہے آج تک کسی ملک نے دشمن سے لڑنے کے لئے عورتوں کی فوج نہیں بھیجی عورت کے فرائض حیات ہی ایسے ہیں کہ وہ امور مملکت کے لئے پورا وقت نہیں دے سکتے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے بگاڑ کی ایک علامت یہ بتائی تھی کہ زمام سلطنت عورتوں کے ہاتھ میں چلی جائے گی اگر عورت کے ہاتھ میں امور سلطنت کا جانا قوم کے لئے بگاڑ کی علامت ہے تو عورت کی قیادت حضور پرنور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے برعکس حالات کو کیسے سنوار دے گی۔

پیر صاحب بھوٹان شریف

صاحبزادہ عبدالغفار خان جادہ نشین بھوٹان شریف نے پشتو زبان میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ صدر ایوب اسلام کے شیدائی ہیں اور محترمہ فاطمہ جناح قیادت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی اہلیت نہیں رکھتیں انہوں نے کہا تمام قبائلی موجودہ حکومت کی پشت پر ہیں قبائلی عوام اپنے مسلمان کشمیری بھائیوں کو ہندوؤں کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے تیار رہیں اور جہاد شروع کرنے کے لئے تیار ہیں اور جہاد کے لئے صرف حکومت کی اجازت کے منتظر ہیں۔ انہوں نے معاہدہ استنبول کو صدر ایوب

کے ایک اہم کارنامے سے تعبیر کیا اور امید ظاہر کی کہ یہ معاہدہ اتحاد عالم اسلامی کی لازوال بنیاد بنے گا۔ انھوں نے کہا عورت کی سربراہی اسلام کے قطعی خلاف ہے اس کو ہم ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔

انھوں نے پاکستان مشائخ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ان کے اور دیگر پیران مشائخین کے ۵۰ لاکھ سے زائد مرید آئندہ صدارتی انتخاب میں صدر ایوب کی حمایت کریں گے

پیر صاحب ٹکوڑی شریف

پیر صاحب ٹکوڑی شریف پیر عبداللطیف صاحب نے [illegible] غوثیہ کانفرنس لائلپور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ

خان عبدالغفار خان پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور افغانستان کے حاکم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دریائے جہلم تک کا علاقہ پاکستان سے چھین کر لے لیں گے۔ حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ ہم قبائلی مشائخ علماء اور پیران کے اس اقدام کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے

محترمہ فاطمہ جناح کی قدر میں سب سے زیادہ کرتا ہوں۔ وہ دشمنوں کے نرغے میں پھنس گئی ہیں ہم عورت کی حکومت اسلام کے قطعی خلاف سمجھتے ہیں اور اسے کبھی قبول نہیں کریں گے۔

انھوں نے فرمایا کہ تمام قبائلی باشندے موجودہ حکومت کی حمایت کرتے ہیں اور وہ صدر ایوب کو دوبارہ منتخب کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ پیر صاحب نے کہا کہ قبائلی باشندے مقبوضہ کشمیر یا بھارتی سامراج کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ انھوں نے کہا کہ وہ صرف حکومت پاکستان کی طرف سے جہاد کا اعلان کئے جانے کے منتظر ہیں۔ پیر صاحب نے صدر ایوب کو مبارک باد پیش کی اور کہا کہ ایران پاکستان اور ترکی کے اتحاد کا سہرا صدر ایوب کے سر ہے انھوں نے امید ظاہر کی کہ اس معاہدے سے اسلامی دنیا کے اتحاد کو تقویت

ہوگی۔

قائد اعظم کی روح تڑپتی ہوگی

۲۴ دسمبر راولپنڈی میں تمام سیاسی حلقوں نے نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما خان عبدالغفار خان سرحدی گاندھی کے بیان کو افسوسناک اور غدارانہ قرار دیا ہے۔

افسوس محترمہ فاطمہ جناح آج جن لوگوں کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہیں وہ پاکستان کے قطعی دشمن ہیں۔ قائد اعظم کی روح انھیں اپنے مخالفوں کے ساتھ دیکھ کر یقیناً تڑپتی ہوگی۔

خان عبدالغفار خان کو قائد اعظم پختونستان کا خطاب

"پشاور سنگل (پ،پ،ا) کابل ریڈیو نے خان عبدالغفار خان کو پختونستان کے قائد اعظم کا خطاب دیا ہے"

خان عبدالغفار خان جن سے کون واقف نہیں جو آج کل افغانستان میں وزیر اعظم محمد یوسف کے مہمان کی حیثیت سے مقیم ہیں پیر کے روز شاہ ظاہر شاہ کے داماد کرنل عبدالولی خان سے ملاقات کی ادھر افغانستان کے ایک با اثر روزنامہ کابل ٹائمز" نے عبدالغفار خان کو یقین دلایا ہے کہ پختونستان کے قیام کی جدوجہد میں افغانستان ان کی ہر طرح امداد کرے گا۔

صدر ایوب خاں پر اتہام بازی

مرکزی جمعیتہ المشائخ کے نائب صدر پیر سید محمد سعید بہاری نے مشرقی پاکستان کے علماء و مشائخ کے اس فتوے کو مبارک اقدام قرار دیا ہے کہ اسلامی ملک کے اندر کسی خاتون کو سربراہ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے کہا جن اصحاب کے سینے میں اسلامی علوم کی روشنی موجود ہے وہ کسی بھی قیمت پر اس کو برداشت نہیں کر سکتے کہ اسلامی قانون و آئین کی بنیاد کسی بھی ایسے حکم کو قبول کیا جائے جو کتاب و سنت کے منافی ہو۔ جہاں تک صدارت کے منصب کے لئے کسی امیدوار کا تعلق ہے علماء و مشائخ نے سب سے پہلے صدر ایوب سے یہ یقین دہانی کرائی ہے

پیر سعید بہاری نے کہا ہے کہ صدر ایوب کے خلاف جس قسم کی زبان میں گفتگو کی جا رہی ہے۔ وہ یقیناً مناسب نہیں ہے۔ مولانا مودودی کی تقاریر اور سیاسی فتویٰ غلط مفروضہ پر مبنی ہے۔ جسے اسلام کی تعلیمات سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ مولانا مودودی کا علم و مرتبہ سیاسی اعتماد سے اگر کچھ ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن جب وہ اسلام اور کتاب و سنت کے واضح احکامات کو پس پشت ڈال کر اپنے مفروضات کی روشنی میں تحریف کی کند چھری چلانے لگتے ہیں۔ تو ہر پڑھے لکھے انسان کو یہ انداز سخن ناگوار گزرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء و مشائخ نے مولانا مودودی کے نظریات سے اسلامی اصولوں کی روشنی میں کھلم کھلا اختلاف کیا ہے۔ حال ہی میں جماعت اسلامی اور ان کے ہمنواؤں نے یہ اقدام اختیار کیا ہے کہ وہ لاہور مشائخ کانفرنس کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے گجرات میں دسمبر کو نام نہاد علماء و مشائخ کانفرنس منعقد کر رہے ہیں جو غیر نمائندہ اور بے معنی ہو گی۔

مقام فکر

پاکستان کے دانشوروں کے لئے مقام فکر ہے کہ جب ایک صاحب فکر و نظر، صاحب سیف و قلم اور موجودہ دور میں تمام ممالک اسلامیہ میں محبوب اور پسندیدہ لیڈر ہمارا سربراہ حکومت ہے تو پھر کس ابہام اور کن ناگزیر حالات کے تحت اسے ہٹا کر ایک نیم جان، ضعیف و ناتوان عورت ذات کو اس آزمائش میں مبتلا کیا جائے۔

یہ سچ ہے کہ ہمارے موجودہ صدر آخر انسان ہی ہیں اور انسان سے ہر حالت میں غلطیوں کا امکان ہے۔ یہ درست ہے کہ ان سے کچھ اختلاف و مخالف جماعتوں کی نظروں میں ان کا انتخاب مسئلہ ہے لیکن یہ بھی دیکھئے کہ دو آباد بحیثیت مجموعی ہیں کہ ہمارے مفکرین اور علماء کے فیصلے کے مطابق کتاب و سنت کی روشنی میں اگر آپ ترمیم کرنے کو تیار ہوں پھر جب اختلاف کا اسلام خطرے میں ہو ہماری خود غرضانہ روش چھوڑ کر وسعت فکر و نظر سے کام لینا چاہئے۔

یہ بات کسی پڑھے لکھے سے چھپی نہیں ہے کہ دشمن ہمارے دروازے پر ہے اور ہمیشہ اندرونی خلفشار بیرونی حملے کو دعوت دیتا ہے اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم تمام ذاتی اغراض و مقاصد کو بالائے طاق رکھ کر ایک مرکز پر اکٹھے ہو جائیں اور پاکستان کے وقار کو ذرا بھی ٹھیس نہ لگنے دیں۔

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ہے کہ قوموں کی زندگی اور ملک کے استحکام کا انحصار مرکز کی حفاظت میں ہے۔ لامرکزیت اور لاقانونیت میں فرق ہی کیا ہے۔

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحب مرکز تو خودی کیا ہے خدائی